بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحقیق ونگارش

سید مراد علی جعفری

ادارہ تحقیق دانش مشرق

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے پروردگار!

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ فَاظْهِرِ اللّٰهُمَّ لَنَا وَلِيَّكَ وَابْنَ بِنْتِ نَبِيِّكَ الْمُسَمّٰى بِاسْمِ رَسُولِكَ حَتّٰى لَا يَظْفَرَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَاطِلِ إِلَّا مَزَّقَهُ وَيُحِقُّ الْحَقَّ وَيُحَقِّقَهُ وَاجْعَلْهُ اللّٰهُمَّ مَفْزَعًا لِمَظْلُومِي عِبَادِكَ وَنَاصِرًا لِمَنْ لَا يَجِدُ لَهُ نَاصِرًا غَيْرَكَ وَمُجَدِّدًا لِمَا عُطِّلَ مِنْ أَحْكَامِ كِتَابِكَ وَمُشَيِّدًا لِمَا وَرَدَ مِنْ أَعْلَامِ دِينِكَ وَسُنَنِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ترجمہ

برّ و بحر میں فساد رونما ہوگیا، اور خود لوگوں ہی کے ہاتھوں، اے معبود اب اپنے ولی (صاحب العصرؑ) کو جو تیرے نبی کا نواسہ ہے اور تیرے رسول ہی کا ہمنام ہے ظاہر فرمادے کہ کوئی باطل ایسا نہ ملے جسکا پردہ چاک نہ کردے اور حق کو حق ثابت کرکے رہے۔ اے پروردگار! اس کو اپنے مظلوم بندوں کا پُشت پناہ، اور جس بے کس کا تیرے سوا کوئی نہ ہو، اس کا مددگار۔ پروردگار اُسے جلد لا۔ کہ تیری کتاب کے جو احکام معطل ہورہے ہیں انہیں وہ پھر سے جاری و ساری کردے اور تیرے دین کی نشانیوں اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو مستحکم کردے۔

منتظر ظہور امام خدا — حاصل لا الٰہ الا اللہ

ادارہ تحقیق دانش مشرق

نام کتاب : حضرت معصومہ قم

کاوش : سید مراد علی جعفری

کتابت : عبدالقیوم

تعداد : ایک ہزار

ناشر : ادارہ تحقیق دانش مشرق

شرط حصول :

مراکز حصول

(۱) افتخار بک ڈپو اسلام پورہ لاہور فون : 7223686

(۲) العصر اسلامک بک سینٹر اسلام پورہ لاہور۔ فون : 7248642

(۳) محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ، کراچی۔ فون : 424286

(۴) عباسی کتب خانہ جونا مارکیٹ کراچی۔ فون : 746809

(۵) حسن جعفری کروپسی بروک لائن نیو یارک (یو۔ ایس۔ اے) فون 01-718 - 2654672

(۶) اسلامک تھا عشری ایسوسی ایشن آف ایڈمنٹن کینیڈا۔ فون 1-403-463 - 4276

بسم الله الرحمن الرحيم

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا
إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ، وَلَقَدْ
جِئْنَاهُمْ بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَىٰ عِلْمٍ
هُدًى وَرَحْمَةً ، وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ
الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ
رَبِّكَ بِالْحَقِّ . وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ . وَمَا اخْتَلَفَ
الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ
مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ .
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ
مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ
الظَّالِمِينَ . وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ
إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا
يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا . ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ
مِنَ الْعِلْمِ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ

اهتدی. فالحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا أن هدانا الله. وسلام علی عباده الذین اصطفی، اولٰئک علیهم صلوات من ربهم ورحمة واُولٰئک هم المهتدون۔

اِدارۂ تحقیقِ دانشِ مشرق

تبارک الملک، لا شریک لہٗ
وحدہٗ، لا الٰہ الا ہُو
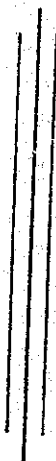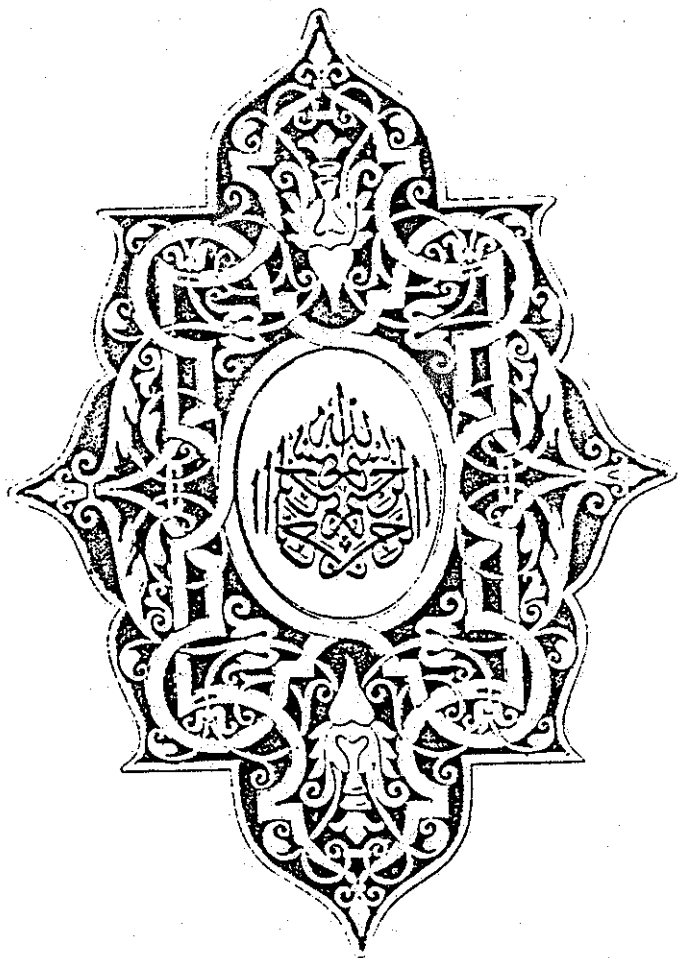
صوفیا گر بہشت می طلبند
ذکرِ شان لا الٰہ الا ہُو

شمس تبریز گر خدا طلبی
خوش بخوان لا الٰہ الا ہُو

حضرت شمس الدین تبریز رحمۃ اللہ علیہ

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ
أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾

(الاحزاب - ۳۳)

ادارۂ تحقیق دانش مشرق

حضرت علی مرتضیٰ رضؓ

الشہید سنہ ۴۰ھ ۶۶۱ء

اَمِنْ بَعْدِ تَکْفِیْنِ النَّبِیِّ وَدَفْنِہٖ
بِاَثْوَابِہٖ اٰسٰی عَلٰی ھَالِکٍ ثَوٰی
رُزِئْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْنَا فَلَنْ نَرٰی
بِذَالِکَ عَدِیْلًا مَا حَیِیْنَا مِنَ الرَّدٰی

وَکَانَ لَنَا کَالْحِصْنِ مِنْ دُوْنِ اَھْلِہٖ
لَہٗ مَعْقِلٌ حِرْزٌ حَرِیْزٌ مِنَ الرَّدٰی
وَکُنَّا بِمَرْاٰہُ نَرَی النُّوْرَ وَالْھُدٰی
صَبَاحًا مَسَاءً رَاحَ فِیْنَا اَوْ غَتَدٰی

لَقَدْ غَشِیَتْنَا ظُلْمَۃٌ بَعْدَ مَوْتِہٖ
نَھَارًا فَقَدْ زَادَتْ عَلٰی ظُلْمَۃِ الدُّجٰی
فَیَا خَیْرَ مَنْ ضَمَّ الْجَوَانِحَ وَالْحَشَا
وَیَا خَیْرَ مَیْتٍ ضَمَّہُ التُّرْبُ وَالثَّرٰی

كَاَنَّ اُمُوْرُ النَّاسِ بَعْدَكَ ضمنت
سَفِيْنَةُ مَوْجٍ حِيْنَ فِي الْبَحْرِ قَدْ سَمَا

فَضَاقَ فَضَاءُ الْاَرْضِ عَنْهُمْ بِرَحْبَةٍ
لِفَقْدِ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذْ قِيْلَ قَدْ مَضٰى

فَقَدْ نَزَلَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ مُصِيْبَةٌ
كَصَدْعِ الصَّفَا لَا لِلصَّدْعِ فِي الصَّفَا

فَلَنْ يَسْتَقِلَّ النَّاسُ تِلْكَ مُصِيْبَةٌ
وَلَنْ يَجْبَرَ الْعَظْمِ الَّذِيْ مِنْهُمْ وَهٰى

وَفِيْ كُلِّ وَقْتٍ لِلصَّلٰوةِ يَهِيْجُهٗ
بِلَالٌ وَيَدْعُوْا بِاسْمِهٖ كُلَّمَا دَعَا

ترجمہ

- نبی کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد، میں اس مرنے والے کے غم میں غمگین ہوں، جو خاک میں جا بسا۔
- رسول اللہ کی موت کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب جب تک ہم خود بھی رہے ہیں ان جیسا ہرگز نہیں دیکھیں گے۔
- رسول اللہ ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن سے پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی۔
- ہم جب اُن کو دیکھتے تو سراپا نور و ہدایت کو دیکھتے، صبح بھی اور شام بھی، جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلتے۔

- ان کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جس میں دن، کالی رات سے زیادہ تاریک ہو گیا۔
- انسانی بدن اور اس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپائے ہوئے ہیں ان میں سب سے بہتر آپ ہیں اللہ آپ ان تمام مرنے والوں میں جن کو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں۔
- گویا معاملہ انسانی آپ کی موت کے بعد ایک کشتی میں پڑ گیا ہے جو اس موج میں ہے جو موج خرابی کے بعد بلند ہوتی ہے۔
- زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی رسولؐ اللہ کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسولؐ گزر گئے۔
- مسلمانوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جیسے چٹان میں شگاف پڑ جائے اور چٹان کے شگاف کی اصلاح کہاں ممکن ہے۔
- اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے اور وہ کمزوری جو پیدا ہو گئی ہے اس کی تلافی ممکن نہیں ہے۔
- اور ہر نماز کے وقت بلالؓ ایک نیا ہیجان پیدا کر دیتے ہیں، جب کہ وہ (بلالؓ) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراؑ

(المتوفی ۱۱ھ ۶۳۲ء)
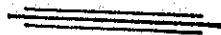
مَاذَا عَلَىٰ مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَ
اَلَّا يَشُمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا

صُبَّتْ عَلَىَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

اِغْبَرَّ آفَاقُ السَّمَآءِ وَ كُوِّرَتْ
شَمْسُ النَّهَارِ وَاَظْلَمَ الْاَزْمَانُ

وَالْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ كَئِيبَةٌ
اَسَفًا عَلَيْهِ كَثِيرَةُ الْاَحْزَانِ

فَلْيَبْكِهِ شَرْقُ الْبِلَادِ وَ غَرْبُهَا
يَا فَخْرَ مَنْ طَلَعَتْ لَهُ النَّيِّرَانُ

يَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكِ صِنْوُهُ
صَلَّىٰ عَلَيْكَ مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ

ترجمہ

- جس نے ایک مرتبہ بھی احمدِ مجتبیٰ کی قبر سونگھ لی، مبالغہ نہیں ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے۔
- (حضورؐ کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں کہ اگر یہ مصیبتیں "دنوں" پر ٹوٹتیں تو دن "راتوں" میں تبدیل ہو جاتے۔
- آسمان کے اطراف غبار آلود ہو گئے اور لپیٹ دیا گیا، دن کا سورج اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ۔
- اور زمین نبی کریمؐ کے بعد مبتلائے درد ہے، اُن کے غم میں سراپا ڈوبی ہوئی ہے۔
- آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی اُن پر، اے اُن لوگوں کے فخر جن پر روشنیاں چمکیں۔
- اے رسولوں کی آخری بابرکت شاخ، آپؐ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود بھیجا ہے۔
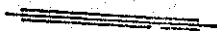
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادارہ تحقیق دانش مشرق

اوراق کا آئینہ

نمبر شمار	ترتیب	صفحہ نمبر
۳۶	صحن ہائے حرم مُبارک	۱۰۴
۳۷	ایک تاریخی غلط فہمی کا ازالہ۔	۱۰۶
۳۸	بہن اور بھائی کی محبت	۱۱۱
۳۹	فاطمہ نام کی خواتین	۱۱۴
۴۰	حضرت معصومہ قم ؑ کے معجزات و کرامات	۱۱۶
۴۱	زیارت حضرت معصومہ قم ؑ کی اہمیت و عظمت	۱۳۳
۴۲	حضرت معصومہ قم ؑ کی زیارت کے فوائد	۱۳۶
۴۳	حضرت معصومہ قم ؑ کی زیارت کی فضیلت	۱۳۷
۴۴	سفر زیارت کی اہمیت	۱۴۱
۴۵	آداب زیارت	۱۴۳
۴۶	زیارت نامہ حضرت معصومہ قم کا شعوری مطالعہ	۱۴۶
۴۷	اذانِ دخول	۱۴۸
۴۸	شہر قم پر ایک نگاہ	۱۵۵
۴۹	شہر قم کی عظمت و فضیلت اہل بیت طاہرین کی نگاہ میں۔	۱۵۸
۵۰	شہر قم کی عظمت و فضیلت علماء کرام کی نگاہ میں۔	۱۶۳
۵۱	تاریخ قم پر ایک نظر	۱۶۶
۵۲	قم میں امام زادگان کے مقابر	۱۶۸
۵۳	حضرت معصومہ قم کے قرب و جوار میں شاہان وقت کی قبریں۔	۱۷۱

مقدمہ

انسان عبارت ہے۔ دو صنفوں سے ایک صنف قوی اور دوسری صنف نازک، دونوں ہی صنفوں کی کردار سازی کے لیے کائنات میں اعلیٰ نمونے یکے بعد دیگرے آتے رہے۔

قرآن حکیم اور تاریخ اسلام کے مطالعہ سے جہاں ہم جناب حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ، پیغمبر اسلامؐ، حضرت علیؑ ابن ابی طالب، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ، حمزہؓ، سلمانؓ، ابوذرؓ، بلالؓ، جعفرؓ اور حضرت عباسؑ جیسی شخصیتوں سے روشناس ہوتے ہیں جن کے کارنامے اور جن کی شخصیت ہر لحاظ سے نمونہ عمل ہے۔ ان حضرات کے ساتھ ہی ہمیں ایسی محترم خواتین کا بھی ذکر ملتا ہے جن کو کسی بھی طرح فراموش نہیں کیا جاسکتا ان مخدرات میں جہاں جناب حواؑ، سارہؑ، ہاجرہؑ، مریمؑ، آسیہ اور ام سلمہؓ، خدیجہؓ، فاطمہ بنت اسدؓ، فاطمہ زہراؑ، زینبؑ اور ام کلثومؓ وغیرہ کا نام آتا ہے اسی طرح اسی سلسلہ کی ایک کڑی فاطمہ بنت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، جنہیں ہم معصومہ قم کے نام سے یاد کرتے ہیں کی بھی ہے جن کی عظیم شخصیت تاریخ کے صفحات پر سنہرے حرفوں سے نقش ہے۔ لاریب اگر یہاں یہ کہا جائے کہ آپ کی ذات قدسی صفات اسی متبرک سلسلے کی اہم اور آخری کڑی ہے تو غلط نہ ہوگا کیونکہ آپ

کے سلسلے میں ائمہ اطہار کے اقوال وارشادات اس کے شاہد ہیں کہ آپ خاندان عصمت وطہارت کی مکمل نمائندہ اور اپنے زمانے میں اس عظیم خانوادے کے کردار واعمال کی وارث تھیں۔

حالات زندگی!

یہاں یہ عرض کر دینا ضروری ولابدی ہے کہ ہم انہیں چیزوں کے بیان پر اکتفا کر رہے ہیں جو ہمیں تاریخ کی معتبر و مستند کتابوں سے حاصل ہوئی ہیں۔

ولادت!

معصومہ قم کے والد بزرگوار ہمارے ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظمؑ اور آپ کی والدہ محترمہ نجمہ خاتون ہیں جو امام رضاؑ کی والدہ ہیں۔ اس لحاظ سے آپ امام رضاؑ کی حقیقی بہن ہیں ـــــ آپ کی ولادت باسعادت اوّل ماہ ذیقعد ۱۷۳ھ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی ـــــ آقائی نجم الملک نے استخراج ۱۳۴۷ پر لکھا ہے کہ حضرت معصومہ کی ولادت اول ماہ ذیقعد میں ہوئی۔

سفر خراساں!

بزرگان اہل قم حضرات کا بیان ہے کہ عباسی خلیفہ مامون الرشید نے امام رضاؑ کو جس سال مدینہ سے "مرو" بلایا تھا۔ اس کے یک سال بعد معصومہ قم نے اپنے بھائی کی زیارت کے لیے مدینہ سے "مرو"

کا سفر کیا۔

حضرت معصومہ قم کے ہمسفر!

اس سفر میں جناب معصومہ قم کے چار بھائی ۱ فضل ۲ جعفر ۳ ہادی اور ۴ قاسم کے علاوہ بھتیجے اور خدمت گزار ہمراہ تھے۔

معصومہ قم کی علالت

مدینہ سے جب مختصر سا قافلہ مقام "ساوا ین" پہنچا تو اس کی خبر مخالفین اور دشمنان اہلبیتؑ کو ہوئی، وہ سارے راستے مسدود کر کے جنگ پر آمادہ ہو گئے انجام کار اس جنگ میں حضرت معصومہ قم کے بھائی اور بھتیجے شہید کر دیئے گئے۔ ان شہداء کی تعداد تیئس ۲۳ تھی۔

اس حادثے کی خبر جب اہالیان قم کو ہوئی تو وہ حضرات مظلومین کی مدد کے لیے دوڑ پڑے لیکن افسوس کہ یہ کمک اس وقت پہنچی جب تمام برادران معصومہ قم جام شہادت نوش فرما چکے تھے۔ بھائیوں اور بھتیجوں کی شہادت کا حضرت معصومہ قم پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ آپ سخت بیمار ہو گئیں۔

اس وقت اہلِ ساوا سخت متعصب سنّی تھے اور ان کے قلوب خانوادۂ علوی کے بغض و کینے سے لبریز تھے لہٰذا معصومہ قم نے وہاں کے لوگوں سے سوال کیا!

"میرے اور قم کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟" جواباً کہا گیا! دس فرسخ، یہ سُن کر آپ نے کہا مجھے جلد از جلد قم پہنچا دو کیونکہ میرے والد محترم فرماتے تھے کہ شہر قم ہمارے شیعوں کا مرکز ہے۔

زیر تحریر کتاب کا موضوع بھی تاریخ کائنات کی ایک مقدس و معصوم ہستی ہے
اس محترم شخصیت کا نام بھی "فاطمہ" ہے لیکن وہ تاریخ اسلام در حضرت معصومہ قم کے
نام سے پہچانی جاتی ہیں وہ ارتقائے روحانیت اور قیام دین کے افق ہائے بلند پر
اپنے بھائی حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ ساتھ پرواز کرتی نظر آتی ہیں۔ ان
کی شخصیت کے بے شمار خیرہ کن جلوہ ہیں۔ ان کی زندگی کا ہر پہلو روشن اور منور ہے۔
قدرت نے اپنے دست معجز نما سے انہیں خلق کیا اور تربیت امامت و عصمت نے
انہیں حیرت انگیز خوبیوں کا مظہر بنادیا اور انہیں دین کی صداقت و معنویت سے روشناس کرایا
اگر ہم اس معصومہ کی مثالی شخصیت کی پاکیزہ اور مقدس سیرت اور اس جامع شخصیت کے مختلف ابعاد اور جہات

کو صحیح طور پر پیش کر سکیں تو نہ صرف مسلمان بلکہ وہ تمام خواتین جو انسانیت کے شرف اور
آزادی کا احترام کرتی ہیں جو انسانی اقدار پر یقین رکھتی ہیں اور جو حقیقی آزادی کی طلبگار
ہیں اس شخصیت کو اپنے لیے پیروی کے بہترین اور مثالی نمونہ کے طور پر قبول کر لیں
گی۔ میرا ذاتی مشاہدہ اس امر پر شاہد ہے کہ ایسے لوگ بھی جنہیں مذہبی معاشرے مذہب
سے بیگانہ گردانتے ہیں جو مذہبی جذبات و احساسات سے عاری ہیں حتیٰ کہ وہ لوگ
بھی جو خود کو مذہب سے مبرا سمجھتے ہیں جب ان کے سامنے خانوادہ پیغمبرؐ کے کسی
فرد کی حقیقی تصویر پیش کی جاتی ہے تو وہ اس فرد کی عظمت اور اس کی مثالی شخصیت
کے احترام میں سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ مقدس ہستیاں
واقعی زندہ ہیں یہ فرسودگی کہنگی اور موت کی سرحد سے ماوراء ہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت
معصومہؑ زندہ ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام زندہ ہے اسکے عقائد و نظریات زندہ ہیں
اس کے اجتماعی اصول اور قوانین زندہ ہیں۔ اور اسلام کے زندہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ
وہ مثالی شخصیتوں کی طرح حضرت فاطمہ معصومہ قم بھی زندہ ہیں ان کا روحانی فیض آج
بھی جاری ہے آج بھی ہزاروں افراد آپ کے حرم کے دروازہ کی جبیں سائی پر فخر کرتے

CHARTER • HUMAN • UNITED NATION

MWESCO

JHON JEKO RDSO, WALTER

WILL DEORENT

"PROFESSOR RECK"

ASHLEYMONTEGO

رعایت دی۔

- اسلام نے عورت کو ماں، بیٹی، بیوی، بہن اور بہن کے مقدس روپ میں پیش کیا اور جنت کو اس کے قدموں کے نیچے قرار دیا۔

قرآن میں عورت کا مقام و مرتبہ

اسلام ایسے انسان ساز مکتب ہیں نہ صرف حیات انسانی کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کرنے کے مثبت اصول وضع کرتا ہے بلکہ جامع بشریت کی انفرادی و اجتماعی ترقی و کمال کی قدروں اور ضابطوں کا بھی بانی ہے اور انہی اصول اور قدروں کے مطابق ایسی شخصیتوں کو جنم دیتا ہے جو خود انسان کے لئے اکمل نمونہ ہوں۔ نصاب حیات کی تکمیل میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کا بھی ایک فطری و بھرپور کردار اور لازمی حصہ ہے۔ ذات واجب نے تزئین کائنات اور قبائے ہستی کی تکمیل دو مختلف رنگوں سے کی ہے اور جس طرح مرد کائنات میں اور حیات میں ایک لازمی کردار ادا کرتا ہے اسی طرح عورت بھی اس مقصد کی تکمیل میں جو زندگی کی معنویت کے نقطۂ عروج تک پہنچاتے ہیں نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اس امر مسلم سے انکار کی گنجائش نہیں کہ پیغام الٰہی کی ترویج و تبلیغ میں بھی اس کا حصہ انتہائی ناگزیر ہے کہ جسے اگر حذف کر دیا جائے تو تکمیل دین اور اتمام نعمت کا تصور معدوم ہو جاتا ہے۔

اسلام نے عورت کو نوع انسانی کی ایک فرد سمجھتے ہوئے پوری معنویت کے ساتھ انسانی سماج کا ایک اہم جز تسلیم کیا ہے اور وہ مقام و حیثیت جو ایک انسان

اپنے ارادہ وعمل کے ذریعے بشری سماج میں پیدا کرسکتا ہے عورت کو بھی حاصل ہے
عورت کے سلسلے میں اسلامی نظریات بڑے واضح اور روشن ہیں۔

گزشتہ زمانے سے متعلق عورت کی تاریخ زندگی پر نظر ڈالنے کے علاوہ مختلف
معاشروں میں ذمہ دار خواتین نے جو کردار ادا کیا ہے اس کے بارے میں تفصیلات
جاننے کی جستجو کے نتیجے میں ہمارے سامنے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جب
کبھی عورت نے اپنے نفس اور جان کو پاک و پاکیزہ رکھنے کے لئے روحانی دنیا سے
اپنا رابطہ برقرار رکھا اور جب کبھی بھی اس نے اپنے ضمیر کو ظاہری زرق برق اور
حرص وہوس سے زنگ آلودہ ہونے دینے کی کوشش کی اسے ایسی عظمت و
طاقت نصیب ہوئی۔ جس کی وجہ سے ایسا نظر آنے لگا کہ ہر ملت کی تقدیر اور
اس کے عزم وارادہ کی تاریخ اسی (عورت) سے وابستہ ہے۔

عورت کی باعظمت شخصیت ہمیشہ اس کے نورِ ایمان کے ذریعے جلوہ گر ہوئی ہے؟

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ یہ جوہر ایمان ہی ہے جس نے عورت کے وجود کے
گوہر تابندہ کو ناپاک دلوں کی طرف سے پہنچنے والے نقصانات سے محفوظ رکھنے کے
لئے اسے تقویٰ وعفت کے مضبوط قلعے میں پناہ دی ہے۔ جب انسان کی فکری
بنیادیں، کجروی اور انحراف وغیرہ سے منزہ ومبرا ہوں اور اس کی تمام تر کوششوں کا
منبع وسرچشمہ اس کی حقیقت بینی اور دور اندیشی قرار پائے تو یہ چیز بذات خود
اس کی کامیابی و کامرانی کے آغاز کا سبب بن جاتی ہے۔

پروردگار میرے لئے اپنے بہشت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کی کارستانی سے نجات دے۔

آسیہ نے فرعون کے مظالم سہے۔ اپنی جان دے دی۔ لیکن ان کا نام آج بھی تاریخ سیر و کتب اور تاریخ انسانیت کا جھومر ہے۔ ان کے کارناموں اور قربانیوں کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ ایسی خواتین پوری تاریخ کے لئے سرمایہ ہوتی ہیں۔

حضرت مریمؑ

اللہ تعالیٰ نے عورت کو یہ درجہ بھی عطا کیا کہ اس کی اولاد اس کے نام سے پہچانی جائے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ حضرت مریم کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں اور قرآن مجید میں ان کا ذکر عیسیٰ ابن مریم کے طور پر آیا ہے۔ حضرت مریم کی پیدائش اور پرورش ایک شریف گھرانے میں ہوئی۔ ان کے والد کا شمار قبیلہ بنی اسرائیل کے بزرگ معززین میں ہوتا تھا۔

سورۃ آل عمران آیت ۴۵ میں آیا ہے کہ فرشتوں نے کہا:۔

"اے مریم اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم مسیح ہے وہ جو کہ دنیا میں عزت والا ہوگا۔ جو اللہ کے نزدیک ترین ہوں گے حضرت مریمؑ کے عالی مقام ہونے کا یہی ثبوت کافی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے ایک عزیز ہستی (عیسیٰ) کو ان سے منسلک کیا۔ سورۂ مریمؑ کی آیات ۲۰ اور ۲۱ میں اس واقعہ کا تفصیل سے ذکر آیا ہے۔

حضرت مریمؑ کو حضرت عیسیٰ کی ولادت کے بعد بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا

حالات میں ثابت قدم رہیں اور ان کے دکھ سکھ میں برابر کی شریک تھیں، انہوں نے
جو کردار آنحضرت کی زوجہ مطہرہ ہونے کی حیثیت سے اسلام کی ترویج و تبلیغ کے
لیے ادا کیا وہ آنحضرت کے اصحاب سے کہیں زیادہ وحی کی آمد کا سلسلہ جب آنحضرت
غار حرا میں قیام پذیر تھے تو آپ روزانہ حضور اکرم کا کھانا اور پانی لے کر پہاڑ پر پہنچتیں
جو لوگ مکہ کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں وہ غار حرا کی بلندی اور حضور کے گھر سے
فاصلہ کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ کس قدر حضور کی خاطر مشقت برداشت فرماتی تھیں
بلاشبہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ دنیائے اسلام کی عظیم الشان تاریخ کی اہم شخصیت
اور مقدس خاتون تھیں، آنحضرت آپ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے یہی وجہ
تھی کہ آپ کی وفات سے رسولِ خدا کو بہت صدمہ ہوا اور تا حیات
ان کو یاد فرماتے رہے۔ اسی مناسبت سے وفات خدیجہؓ کے سال کو "عام الحزن"
کہا جاتا ہے۔

حضرت خدیجہ ایک مدت تک حضور اکرمؐ کے ساتھ چھپ کر نماز پڑھا کرتیں
ایسے پرآشوب زمانہ میں آپ نہ صرف نبی کریمؐ کی ہم خیال و غمگسار تھیں بلکہ ہر موقع پر
بڑی حد تک آپ کی مدد کرتی تھیں۔ اور اپنی عقلمندی سے صدمات کو دور کرتی رہیں،
اور مخالفوں اور مشرکوں کی مخالفت عزم ثابت کرتی رہیں۔ حضرت خدیجہ کو اللہ نے
کئی بیٹے دیئے لیکن آپ کی نسل آپ کی اکلوتی بیٹی حضرت فاطمہ سے چلی آپؐ اپنی
اس بیٹی پر بہت مہربان تھیں، امور خانہ داری سے کماحقہ واقف تھیں، گھر کا انتظام
بہت اچھا کرتیں۔ انہی خوبیوں کا احساس فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ان کے حق میں "کانت ام العیال و زینت البیت" کہا تھا آنحضرت
کی تکریم و تعظیم آپ کا شعار تھا اور جو کچھ رسول اللہؐ فرماتے تھے آپ اس کی تصدیق

حضرت علی علیہ السلام باب مدینۂ علم، دولت علم سے مالا مال تھے ان کا دامن سیم و زر کا شرمندۂ احسان نہ تھا آپ کھیتوں کو سیراب کر کے یا دوسری کسی مزدوری سے جو کچھ لاتے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کمال صبر و شکر سے قبول فرماتی تھیں۔ بانوئے تاجدار ہل اتی کی حیثیت سے جناب فاطمہؑ نے شوہر کی اطاعت رفاقت، خدمت اور دلجوئی میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ عام طور پر بہترین شریک حیات اسے سمجھا جاتا ہے جو اپنے شوہر کی زندگی کو زیادہ کامران بنائے۔

حضرت علی عارف باکمال اور عابد شب زندہ دار تھے، آپ کی زندگی کا نصب العین الہ العالمین کی عبادت حقوق انسانی کا تحفظ اور خدا کے دین کی تبلیغ و ترویج تھا۔ چنانچہ آپ نے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو اسی نقطۂ نظر سے پرکھا اور جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دریافت فرمایا۔۔۔ یا علی شریک زندگی کیسی ملی ہے تو عرض کی۔ نعم العون علی العبادۃ، عبادت میں بہترین معاون ہیں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن گھر میں آٹھ پہر کا فاقہ تھا شام کے وقت ایک تاجر کے اونٹ آئے۔ اس کا اسباب اتارنے کی مزدوری کا ذمہ میں نے لیا معاوضہ ایک درم ملا۔ میں اس کے جو خرید کر گھر لایا۔ جناب سیّدہ نے نہایت خندہ پیشانی سے جو پیس کر روٹی پکائی جب میں کھا چکا تو خود کھانے لگیں، اس وقت مجھے رسولؐ خدا کا فرمان یاد آیا کہ، فاطمہ دنیا کی بہترین عورت ہے، میں خدا کا شکر بجالایا۔ خاتون جنت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت علیؑ سے کبھی کوئی سوال نہیں کیا۔ ایک بار حضرت علیؑ نے آپ سے پوچھا: گھر میں کھانے کا کوئی سامان ہے، آپ نے فرمایا کہ آج تیسرا دن ہے گھر میں جو کا ایک دانہ بھی نہیں۔ آپ نے کہا، پہلے کیوں نہیں بتلایا۔ جواب دیا میرے

فاطمہ الزہرا ہیں۔

آسیہ کو اتنا بڑا انعام واکرام، ایمانی اور انسانی فریضہ کی ادائیگی کے صلہ میں ملا
اس باعظمت خاتون نے فرعون کے عالیشان محلات کو اپنے حقارت سے ٹھکرا کر
بہشت کے ابدی وسرمدی مقام کو حاصل کر لیا اور قیامت تک انہیں بہترین خواتین
کے زمرے میں شمار کیا جائے۔ فرعون اپنی آمرانہ حکومت کو طول دینے اور اپنے
غلط نظریات کو پھیلانے کے لئے ہر حربہ اور ہر طریقہ استعمال کرتا رہا لیکن جھوٹی اور
فانی اقدار آسیہ کو متاثر نہ کرسکیں۔ نجومیوں نے فرعون کو بتایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص
پیدا ہوگا جو تیری شکست وہلاکت کا باعث ہوگا۔ لہٰذا وہ بنی اسرائیل کی نرینہ اولاد کو
مار ڈالتا تھا حضرت موسیٰ جب پیدا ہوئے تو ان کی والدہ یوخاوہ نے فرعون کے ڈر سے
اپنے جگر گوشہ کو صندوق میں ڈالا اور دریائے نیل کی موجوں کے سپرد کر دیا۔ دریا کے
پانی نے موسیٰ کو فرعون کے محل تک پہنچا دیا۔ فرعون کی بیوی آسیہ نے ان کو پانی سے
سے نکالا اور اپنے شوہر کے خوف سے موسیٰ کی خفیہ پرورش کا ارادہ کیا۔ اس طرح موسیٰ
کی پرورش فرعون کے گھر میں ہوئی۔ جب حضرت موسیٰ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو حضرت
آسیہ سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں۔ جب فرعون کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت
آسیہ کو پہلے تو سمجھایا لیکن جب آپ دین الٰہی اور موسیٰ کی نبوت سے انکار پر نہ تیار ہوئیں
تو فرعون نے جلادوں کو حکم دیا کہ اس کے ہاتھوں اور پیروں میں میخیں ٹھوک دی جائیں
اور اس کے سر پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا جائے تاکہ وہ اذیت سے مر جائے۔ آسیہ
کو جوں جوں شکنجے میں کسا جاتا رہا اس کا خدا سے رابطہ بڑھتا گیا۔

قرآن مجید اس دردناک منظر کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے، اور خدا نے مومنین
کی تسلی کے لئے فرعون کی بیوی آسیہ کی مثال بیان فرمائی ہے کہ جب اس نے دعا کی

پرورش اور جی وحول نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ اپنے نام فاطمہ کی حقیقی مصداق ہیں۔

مخزمہ مکرمہ فاطمہ بنت اسد کی گھریلو زندگی ایک بے مثال زندگی ہے۔ وہ اپنے شوہر حضرت ابو طالب کا بے حد خیال رکھتی تھیں اس کے ساتھ ہی ان کی محبت کا مرکز و محور مرسل اعظم کی ذات تھی۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے شعب ابی طالب میں اپنے بچوں کو آپ کے بستر پر لٹا کر دشمنوں سے بچایا وہ اپنی اولاد سے بھی بے پناہ محبت کرتی تھیں لیکن وہ اولاد سے زیادہ رضائے الٰہی کی عاشق تھیں وہ رسول کی حفاظت و نازبرداری اس لئے نہ کرتی تھیں کہ وہ ان کے بھتیجے تھے بلکہ اس لئے کہ آپ نبی تھے آپ کو رسالت کی مکمل معرفت تھی اور آپ اسلام لانے والوں میں حضرت خدیجہؓ کے بعد دوسری عورت تھیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی

ملیکۃ العرب حضرت خدیجہ بنت خویلد بزرگ و برتر خاتون جمال و کمال اور دولت و ثروت کے اعتبار سے قبیلہ قریش اور مکہ کی ملکہ خاتون کہلاتی تھیں آپ کا شمار دنیائے عرب کے مدبر تاجروں میں ہوتا تھا۔ انہیں اپنے تجارت کے پیشہ میں ایسی مہارت تھی کہ وہ کام جس کے لئے ہزاروں مزدور اور اونٹ مامور تھے، بڑے حوصلے اور تدبر سے سرانجام دیتی تھیں۔

ان بزرگ اور مقدس خاتون کا نکاح آنحضرتؐ سے ان کی فراست و ذہانت کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ انہوں نے قبیلہ قریش کے ظلم و ستم کا صبر و تحمل سے مقابلہ کیا حضرت خدیجہ الکبریٰ کا شمار ان مومن خواتین میں ہوتا ہے جو آنحضرت کے ساتھ مشکل ترین

فاطمۃ الزہرا ہیں۔

آسیہ کو اتنا بڑا انعام واکرام، ایمانی اور انسانی فریضہ کی ادائیگی کے صلہ میں ملا اس باعظمت خاتون نے فرعون کے عالیشان محلات کو اپنے حقارت سے ٹھکرا کر بہشت کے ابدی و سرمدی مقام کو حاصل کر لیا اور قیامت تک انہیں بہترین خواتین کے زمرے میں شمار کیا جائے۔ فرعون اپنی آمرانہ حکومت کو طول دینے اور اپنے غلط نظریات کو پھیلانے کے لئے ہر حربہ اور ہر طریقہ استعمال کرتا رہا لیکن جھوٹی اور فانی اقتدار آسیہ کو متاثر نہ کر سکیں۔ نجومیوں نے فرعون کو بتایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہوگا جو تیری شکست و ہلاکت کا باعث ہوگا۔ لہذا وہ بنی اسرائیل کی نرینہ اولاد کو مار ڈالتا تھا حضرت موسیٰ جب پیدا ہوئے تو ان کی والدہ یوخاوہ نے فرعون کے ڈر سے اپنے جگر گوشہ کو صندوق میں ڈالا اور دریائے نیل کی موجوں کے سپرد کر دیا۔ دریا کے پانی نے موسیٰ کو فرعون کے محل تک پہنچا دیا۔ فرعون کی بیوی آسیہ نے ان کو پانی سے نکالا اور اپنے شوہر کے خوف سے موسیٰ کی خفیہ پرورش کا ارادہ کیا۔ اس طرح موسیٰ کی پرورش فرعون کے گھر میں ہوئی۔ جب حضرت موسیٰ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو حضرت آسیہ سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں۔ جب فرعون کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت آسیہ کو پہلے تو سمجھایا لیکن جب آپ دین الٰہی اور موسیٰ کی نبوت سے انکار پر نہ تیار ہوئیں تو فرعون نے جلادوں کو حکم دیا کہ اس کے ہاتھوں اور پیروں میں میخیں ٹھوک دی جائیں اور اس کے سر پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا جائے تاکہ وہ اذیت سے مر جائے۔ آسیہ کو جوں جوں شکنجے میں کسا جاتا رہا اس کا خدا سے رابطہ بڑھتا گیا۔

قرآن مجید اس دردناک منظر کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے، اور خدا نے مومنین کی تسلی کے لئے فرعون کی بیوی آسیہ کی مثال بیان فرمائی ہے کہ جب اس نے دعا کی

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی برگزیدہ و پاک و بابرکت ہستی کو جنم دیا اور اپنی جان کو آنحضرت کی زندگی پر نچھاور کیا اس طرح عورت کی عظمت اور تقدس کو اس بلند مقام تک پہنچا دیا کہ اس سے بلند کسی درجہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا آپ کے شوہر گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب آنحضرت کی پیدائش سے قبل ہی اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ شوہر کی وفات پر بی بی آمنہ نے کہا کہ عبداللہ اس وقت تک زندہ رہے جب تک رضائے الٰہی یہ تھی کہ وہ ان کے فرزند کی ماں بنیں ورنہ عبداللہ کے بغیر دنیا میں زندہ رہنا بے سود تھا۔ اسلام کے بڑے مورخین نے بھی روایت کی ہے کہ حضرت آمنہ نہایت پاکیزہ اور شریف خاتون تھیں جن کو انتہائی بلند درجہ حاصل ہوا۔ وہ شوہر کے لئے مہربان بیوی اور بیٹے کے لئے بے مثال ماں تھیں۔ ایک عرب مورخ ابن اسحق نے لکھا ہے کہ بی بی آمنہ جب حاملہ تھیں تو خواب میں یہ آواز سنی تم امت کے سرور کی پرورش کر رہی ہو۔ حضرت آمنہ نے اپنی نیکی، پرہیزگاری اور جذبۂ خدمت کے ساتھ اپنے شوہر کی خدمت انجام دی اور ایک شفیق ماں بن کر بانی اسلام کی پرورش کی۔

حضرت فاطمہ بنت اسد

حضرت فاطمہ بنت اسد ایک ایسے گھر میں پیدا ہوئی تھیں جو روحانیت کا مرکز تھا ان کے دادا جناب ہاشم سردار قریش ہونے کے علاوہ کعبہ کے متولی بھی تھے آپ مومنۂ کامل اور دین ابراہیمی پر عامل تھیں آپ اسم بامسمیٰ ہیں اور تمام امت مسلمہ کو آتش جہنم سے بالواسطہ اور بلاواسطہ نجات دہندہ اور شفیعہ روز جزا ہیں۔ آپ کی

سیرت پر عمل کرنے والا آتش جہنم سے نجات کا پروانہ حاصل کر لیتا ہے اس لئے کہ آپ
اللہ پر ایمان رکھتی تھیں اس کی طرف سے بھیجے ہوئے انبیاء و مرسلین کی تصدیق کرتی تھیں اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی تمام کتابوں پر آپ کا ایمان تھا۔ تقرب
الٰہی کی اس منزل پر پہنچی ہوئی تھیں کہ آپ کی دعا مستجاب ہوتی تھی۔ آپ نے شفیع
روز جزا رحمت العالمین حضرت خاتم الانبیاء کی کفالت و حمایت کی اور ان کو ہر
خطرے سے محفوظ رکھا۔ ان کے بستر پر اپنی اولاد کو لٹایا تاکہ اگر کوئی خطرہ ہو تو اس کی زد
میں ان کی اولاد آ جائے لیکن رسول عربی زندہ رہے وہ خود بھوکی رہتی تھیں مسلمانوں
کے شفاعت کرنے والے رسول کو کھانا کھلاتی تھیں وہ خود نہ پہنتی تھیں مگر رسول عربی
کو عمدہ لباس پہناتی تھیں جس کا اعتراف محسنہ کی وفات کے موقع پر خود رسول
نے ان الفاظ میں کیا ہے فرماتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو بھوکا رکھتی تھیں اور مجھے سیر
کرتی تھیں۔ اپنے لڑکوں کے بالوں کو پراگندہ رکھتی تھیں لیکن میرے سر میں تیل کنگھی
کرتی تھیں۔

یہ خدائی انتظام تھا کہ دنیا کو آتش جہنم سے نجات دلانے والے رسول کی حفاظت
کے لئے جناب اسد کو بیٹی عطا کی اور آپ کے بھائی عبدالمطلب کو فرزند عطا کیا تاکہ
درون خانہ دختر اسد فاطمہ خدمات حمایت رسول انجام دیں اور دشمنوں سے محفوظ
رکھیں اور بیرون خانہ فرزند عبدالمطلب حضرت ابوطالب زمانہ کی تیز و تند مخالف
ہواؤں میں پشت پناہ بن جائے۔ حضرت فاطمہ بنت اسد کا بطن مبارک گوہر ایمان
علیؑ کے لئے صدف قرار پایا۔ آپ کو پاکیزہ آغوش کل ایمان قسیم نار و جنت کا
گہوارہ تربیت بنی۔ اس طرح بندگان خدا کو جہنم سے نجات دلانے اور جنت کا مستحق
بنانے کا باعث آپ کی ذات ہے۔ آپ کی قومی و ملی خدمات کفالت رسول اور

پرورش وحی و رسالت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ اپنے نام فاطمہ کی حقیقی مصداق ہیں۔

فخر مریم فاطمہ بنت اسد کی گھریلو زندگی ایک بے مثال زندگی ہے۔ وہ اپنے شوہر حضرت ابو طالب کا بے حد خیال رکھتی تھیں اس کے ساتھ ہی ان کی محبت کا مرکز و محور مرسل اعظم کی ذات تھی۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے شعب ابی طالب میں اپنے بچوں کو آپ کے بستر پر سلا کر دشمنوں سے بچایا۔ وہ اپنی اولاد سے بھی بے پناہ محبت کرتی تھیں لیکن وہ اولاد سے زیادہ رضائے الٰہی کی عاشق تھیں وہ رسولؐ کی حفاظت و نازبرداری اس لئے نہ کرتی تھیں کہ وہ ان کے بھتیجے تھے بلکہ اس لئے کہ آپ نبی تھے آپ کو رسالت کی مکمل معرفت تھی اور آپ اسلام لانے والوں میں حضرت خدیجہؓ کے بعد دوسری عورت تھیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

ملیکۃ العرب حضرت خدیجہ بنت خویلد بزرگ و برتر خاتون جمال و کمال اور دولت و ثروت کے اعتبار سے قبیلہ قریش اور مکہ کی ملکہ خاتون کہلاتی تھیں آپ کا شمار دنیائے عرب کے مدبر تاجروں میں ہوتا تھا۔ انہیں اپنے تجارت کے پیشہ میں ایسی مہارت تھی کہ وہ کام جس کے لئے ہزاروں مزدور اور اونٹ مامور تھے، بڑے حوصلے اور تدبر سے سرانجام دیتی تھیں۔

ان بزرگ اور مقدس خاتون کا نکاح آنحضرتؐ سے ان کی فراست و ذہانت کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ انہوں نے قبیلہ قریش کے ظلم و ستم کا صبر و تحمل سے مقابلہ کیا حضرت خدیجہ الکبریٰ کا شمار ان مومن خواتین میں ہوتا ہے جو آنحضرت کے ساتھ مشکل ترین

حالات میں ثابت قدم رہیں اور ان کے دکھ سکھ میں برابر کی شریک تھیں، انہوں نے جو کردار آنحضرت کی زوجہ مطہرہ ہونے کی حیثیت سے اسلام کی ترویج و تبلیغ کے لئے ادا کیا وہ آنحضرت کے اصحاب سے کہیں زیادہ وحی کی آمد کا سلسلہ جب آنحضرت غار حرا میں قیام پذیر تھے تو آپ روزانہ حضور اکرم کا کھانا اور پانی لے کر پہاڑ پر چڑھتیں جو لوگ مکہ کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں وہ غار حرا کی بلندی اور حضور کے گھر سے فاصلہ کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ کس قدر حضور کی خاطر مشقت برداشت فرماتی تھیں۔ بلاشبہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ دنیائے اسلام کی عظیم الشان تاریخ کی اہم شخصیت اور مقدس خاتون تھیں۔ آنحضرت آپ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ کی وفات سے رسولِ خدا کو بہت صدمہ ہوا اور تاحیات ان کو یاد فرماتے رہے۔ اسی مناسبت سے وفات خدیجہؓ کے سال کو "عام الحزن" کہا جاتا ہے۔

حضرت خدیجہ ایک مدت تک حضور اکرمؐ کے ساتھ چھپ کر نماز پڑھا کرتیں ایسے پر آشوب زمانہ میں آپ نہ صرف نبی کریمؐ کی ہم خیال و غمگسار تھیں بلکہ ہر موقع پر بڑی حد تک آپ کی مدد کرتی تھیں۔ اور اپنی عقلمندی سے صدمات کو دور کرتی رہیں، اور مخالفوں اور مشرکوں کی مخالفت غیر اہم ثابت کرتی رہیں۔ حضرت خدیجہ کو اللہ نے کئی بیٹے دیئے لیکن آپ کی نسل آپ کی اکلوتی بیٹی حضرت فاطمہ سے چلی آپؑ اپنی اس بیٹی پر بہت مہربان تھیں، امور خانہ داری سے کماحقہ واقف تھیں، گھر کا انتظام بہت اچھا کرتیں۔ انہی خوبیوں کا احساس فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں "کانت ام العیال وزینت البیت" کہا تھا آنحضرت کی تکریم و تعظیم آپ کا شعار تھا اور جو کچھ رسول اللہؐ فرماتے تھے آپ اس کی تصدیق

کرتی تھیں اور یہ حالت آپ کی ہر زمانہ میں رہی بعثت سے قبل بھی اور بعثت کے بعد بھی۔

حضرت ام سلمٰیؓ

حضرت ام سلمٰی پیغمبر اکرمؐ کی شریک حیات تھیں آپ ایک نیک سیرت و پاک باز خاتون تھیں، آپ کی زندگی سراپا زہد تھی زخارف دنیوی کی طرف بہت کم توجہ کرتی تھیں۔ ایک دفعہ ایک ہار پہن لیا جس میں کچھ سونا شامل تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعتراض فرمایا تو اتار ڈالا (مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۳۱۵) آپ ہر مہینہ میں دو شنبہ، جمعرات اور جمعہ تین دن روزہ رکھتی تھیں۔

(صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۱۹۸)

آپ نے گھر کی چار دیواری میں رہ کر ہی اپنے عظیم کردار کے ذریعہ روحانیت کو سربلند کیا۔ اپنی گود کے پروردہ نونہالوں کو وہ تعلیم دی جس پر انسانیت کو فخر ہے آپ نے دین و مذہب کی علمی و عملی خدمت کی آپ کا شمار سابقین اسلام میں ہوتا ہے وہ آنحضرتؐ کی نبوت پہ سچے دل سے ایمان لائیں تھیں، دین و مذہب کی راہ میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہوئے انہوں نے ہر تکلیف اور مصیبت کو برداشت کیا وہ حبشہ کی مہاجرین میں تھیں اور پھر مدینہ بھی ہجرت کر کے اس طرح آئیں کہ اپنی اس ہمت و جرأت میں وہ انفرادی حیثیت رکھتی تھیں۔ آنحضرتؐ سے قریبی رشتہ تھا لیکن جس طرح آنحضرت کو اپنے عزیزوں سے صرف رشتہ کی بنا پر نہیں بلکہ ان کے ایمان کے باعث محبت تھی اسی طرح حضرت ام سلمٰی کے

ایمان اوران کے عمل کی وجہ سے بے پناہ محبت تھی۔آپ کا شمار پیغمبر اکرمؐ کی ان بیویوں میں ہوتا ہے جو اہل بیت الطاہرین سے ایک خاص لگاؤ رکھتی تھیں۔ حضرت ام سلمہ نے جنگ جمل کے دوران حضرت علیؑ کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا تھا اگر اسلام نے پیغمبر کی بیویوں کو گھر سے نکلنے پر پابندی نہ عائد کی ہوتی تو میں اس حق کی جنگ میں تمہاری ہمراہی کرتی لیکن چونکہ یہ چیز ممکن نہیں اس لئے میں اپنے سب سے عزیز فرزند عمر کو آپ کے ہمرکاب کرتی ہوں۔اس کے بعد ان کے بیٹے عمر ہمیشہ حضرت علی کے ساتھ رہے۔حضرت علیؑ نے عمر کو بحرین کی حکومت کے لئے مقرر کیا۔چنانچہ ایک مدت تک "عمر" والی بحرین کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری نبھاتے رہے۔ (طبری جلد ۵ ص ۱۶۷)

ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت ام سلمہ نے عاشور کے دن خواب میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ پیغمبر رو رہے ہیں۔حضرت ام سلمہ نے پیغمبر اکرمؐ سے رونے کا سبب اور اس پریشانی کی وجہ پوچھا رسول خداؐ نے جواب دیا میرے فرزند حسینؑ کو شہید کر دیا گیا۔آپ ۶۱ھ میں عاشورا کے اسی دن خواب سے بیدار ہونے کے بعد وفات پاگئیں۔

حضرت امِ ایمن

آپ حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی کنیزوں میں سے تھیں۔آپ کا تعلق حبش سے تھا۔حضرت ام ایمن کو دو ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا آپ غزوہ احد و غزوہ خیبر میں شریک ہوئیں۔

ہیں ام البنین کے نام سے پہچانی جاتی ہیں۔ آپ کے بطن سے حضرت علی کے چار بیٹے ہوئے۔ حضرت ابوالفضل العباس (۲) حضرت عبداللہ (۳) حضرت عثمان اور حضرت جعفر آپ نے اپنے شوہر کی بے پناہ خدمت کی اور حضرت امام حسن، ثانی زہرا حضرت زینب سلام اللہ علیہا حضرت امام حسین اور حضرت ام کلثوم کی خدمت و پرورش و تربیت فرمائی اور کبھی خود کو ان کی ماں نہ سمجھا ہمیشہ خود کو ان کی کنیز سمجھا اور یہی درس آپ نے اپنے بیٹوں کو بھی دیا۔ آپ نے اپنے چاروں بیٹوں کو عاشور کے دن خدا اور اس کے دین اسلام کی راہ میں قربان کر دیا۔ عاشورا کے بعد حضرت ام البنین دل میں سوگواری اور فخر کا ملا جلا احساس رکھتی تھیں ابوالحسن اخفش کی شرح کامل میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ عاشورہ کے بعد حضرت ام البنین حضرت ابوالفضل العباس کے کم سن بیٹے عبداللہ کے ساتھ ہر روز جنت البقیع جاتیں اور وہاں پر حضرت عباس اور سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے ماتم میں اشعار پڑھا کرتیں اور وہ اشعار اتنے پراثر ہوتے کہ مدینہ کے لوگ اس شجاع اور غمزدہ ماں کے اردگرد جمع ہو جاتے۔ اس طرح آپ نے بعد قتل شاہ اپنے اشعار و آنسوؤں کے ذریعہ اہل مدینہ کو یزید اور ابن زیاد کے ظلم سے آگاہ کرتی رہیں اور کار حسینی اور کار زینب انجام دیتی رہیں۔ آپ کی قبر اقدس بھی جنت البقیع میں ہے آپ ایک نیک و پاکباز، متقی، زاہدہ شجاع اور اطاعت گزار خاتون تھیں۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تاریخ کائنات کی وہ مقدس و محترم شخصیت ہیں جن کی صفات جلیلہ و اوصاف حمیدہ بیان کرنے سے قلم قاصر اور زبان

آپ وہ واحد خاتون ہیں جن کا باپ معصوم، جن کا شوہر معصوم، جن کے بیٹے معصوم اور خود بھی معصوم ہیں۔ تمام اسلامی خواتین میں آپ کا مرتبہ و منزلت بلند ہے۔ آپ کی زندگی اور تربیت کا ماحول عصمت و طہارت کا ماحول تھا۔ آپ کا عہد طفلی اس ذات اقدس کے زیر سایہ گزرا جس کی تربیت بلا واسطہ پروردگار نے فرمائی تھی۔

امور خانہ داری اور بچوں کی پرورش کا زمانہ اسلام کی دوسری عظیم ترین شخصیت یعنی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے گھر میں گزارا۔ اسی زمانہ میں آپ نے دو معصوم امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی تربیت فرمائی اور جرأت مند و شیر دل بیٹیوں حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم کو نہ صرف اسلامی معاشرہ کے لئے تیار کیا بلکہ کربلا کے حوالے سے ان کی تربیت فرمائی۔

حضرت فاطمہ زہرا علم و فضل، معرفت خدا اور اطاعت رسول، ورع و تقویٰ، عصمت و طہارت، تقدس و عظمت اور حسب و نسب کے لحاظ سے خواتین عالم میں افضل ترین خاتون ہیں۔ عورتوں کے لئے بہترین نمونۂ عمل اور سرچشمۂ علم ہیں۔

خود فرماتی ہیں "انا بحرٌ علمٍ" میں بحر علم ہوں۔ لیکن آپ نے کاشانۂ علیؑ میں کبھی تکبر و غرور نہ کیا۔ کسی کام کو عار نہ سمجھا تھا۔ گھر کے مشکل کاموں کی بجا آوری سے نہیں گھبراتی تھیں۔ آپ کی چادر میں بارہ پیوند تھے کبھی ملال نہ کیا۔ بچے سو جاتے تھے آپ انہیں پنکھا جھلتی تھیں اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتی تھیں کبھی لب قرآں سرا ہوتے اور کبھی ہاتھ آسیہ گردان۔ صبح کے وقت جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تھے جو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی چکی چلانے کی آواز کانوں میں آتی تو آپ فرماتے تھے: "بار الہا! فاطمہ کو اس ریاضت و قناعت کا اجر دے اور اسے حالت فقر میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما"۔

سلام اللہ علیہا کو حاصل ہوا ہے وہ کسی اور خاتون کو حاصل نہ ہوا اگر ہمیں ان
تمام خوبیوں اور کمالات کا مجموعہ اسلام کی کسی اور ہستی میں دیکھنا مقصود ہو تو حضرت
زینب سلام اللہ علیہا کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں جو ثانی زہرا کے لقب سے
مشہور ہیں۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا ان چند محترم و مقدس خواتین میں سے
ہیں جن کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ بے شک انسان کاملہ تھیں کیونکہ
آپ تمام اوصاف حسنہ و کمالات کا مجموعہ تھیں گو کہ آپ معصومہ نہیں تھیں مگر
معصومین کی بہن اور معصومین کی بیٹی ضرور ہیں۔ آپ کے نانا اشرف الانبیاء ختم
المرسلین اور رحمت اللعالمین تھے آپ کے باپ ابو الائمہ سید الاوصیا حضرت
علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور آپ کی والدہ گرامی خاتون جنت اشرف النساء
حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تھیں۔ آپ کی دادی ملیکۃ العرب اسلام کی خاتون
اوّل حضرت خدیجۃ الکبریٰ تھیں آپ کے بھائی سید شباب اہل الجنۃ حضرت امام
حسن علیہ السلام و حضرت امام حسین علیہ السلام تھے۔ آپ کا تعلق جس گھرانے
سے ہے وہ عزت و شرف و فضیلت اور انسانیت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ
ہے۔ آپ نے ایسے باپ اور ماں کی عظیم آغوش میں تربیت حاصل کی جو انسانی
فضیلت کی منزل کمال تک رسائی حاصل کئے ہوئے ہیں۔ جناب زینب الکبریٰ
سلام اللہ علیہا زہد و تقویٰ اور پاکدامنی کے لحاظ سے اپنی والدۂ ماجدہ حضرت فاطمۃ
الزہراؑ سلام اللہ علیہا کی دوسری تصویر تھیں۔ جناب زینب کا شمار ان بندگان
خدا میں ہوتا ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بندگی و عبادت اور اس کی معرفت اور اخلاص
کے ساتھ کی۔ جناب رسول خدا حضرت امام علیؑ، حضرت فاطمہ زہرا، حضرت امام حسن
و حضرت امام حسینؑ کی نگاہوں میں جناب زینبؑ کی جو قدر و منزلت تھی وہ ان کے

آپ کا علم اور آپ کی پرہیز گاری کی وجہ سے آئمہ نے آپ کو معصومہ کہا ہے اور اسی لیے آپ کی زیارت کرنا باعث ثواب ہے اور آپ کی زیارت کو اپنی زیارت قرار دیا۔

ولادت باسعادت

حضرت فاطمہ معصومہ قم یکم ذی قعدہ ۱۷۹ھ کو اتوار کے دن مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت نجمہ (ام البنین) نے آپ کی پرورش فرمائی۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد ماجد حضرت امام موسیٰ کاظمؑ گرفتار کیے جا چکے تھے۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اس سے قبل ۱۷۳ھ میں ہارون الرشید کے پہلے حج کے موقع پر گرفتار ہو چکے تھے۔

مورخ ابوالفدا، صاحب روضیات الاعیان نے جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۲۱ اور تاریخ احمدی صفحہ ۳۴۹ میں لکھا ہے، اس کے علاوہ علامہ ابن خلکان نے کہا کہ :

ہارون رشید حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ آیا اور زیارت کے لیے روضہ مقدسہ نبویؐ پر حاضر ہوا اس وقت اس کے گرد قریش اور دیگر قبائل عرب جمع تھے۔ نیز حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی ساتھ تھے۔ ہارون رشید نے حاضرین پر اپنا فخر ظاہر کرنے کے لیے قبر مبارک کی طرف مخاطب ہو کر کہا: سلام ہو آپ پر اے رسولؐ اللہ اے ابن عم (چچا زاد بھائی) حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا کہ سلام ہو آپ پر اے میرے پدر بزرگوار! یہ سن کر ہارون کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اور اس نے حضرت

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو اپنے ہمراہ بغداد لے جاکر قید کر دیا لیکن کچھ عرصہ بعد رہائی عمل میں آئی ۔ ماہ شوال ۱۷۹ھ میں دوبارہ ہارون رشید نے آپ کو اس وقت گرفتار کیا جب وہ مکہ معظمہ آیا۔ جب آپ گرفتار ہوگئے تو حضرت فاطمہ معصومہ قم شکم مادر میں تھیں۔ آپ یکم ذیقعد ۱۷۹ھ کو پیدا ہوئیں یعنی اپنے پدر بزرگوار کی گرفتاری کے ٹھیک ایک ماہ بعد۔ ابھی آپ پانچ سال و نو ماہ کی تھیں کہ آپ کے پدر بزرگوار کا سایہ اٹھ گیا۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ۲۵ رجب ۱۸۳ھ میں سندی بن شاہک کے ذریعے زہر دلوا کر شہید کرا دیا گیا۔

حضرت معصومہ قم کی تمام ذمہ داری اور تعلیم و تربیت کے فرائض حضرت نجمہ اور آپ کے بھائی حضرت امام رضا علیہ السلام نے انجام دیئے آپ نے جیتے جی اپنے پدر بزرگوار کی زیارت نہ کی اور آپ کے فیض رفاقت سے محروم رہیں اور بچپن ہی سے باپ کے سائے سے محرومی اور ظلم کے خلاف نفرت کا جذبہ آپ میں موجود تھا۔ آپ نے اپنی اس محرومی کو خدا کا فیصلہ سمجھ کر سر تسلیم خم کیا اور خدا کی بندگی و عبادت کو اپنی زندگی کا مقصد و محور بنایا۔

آپ نے اپنے بھائی امام رضا علیہ السلام سے علم حاصل کیا اور خصوصاً علم تفسیر و حدیث سیکھا۔ آپ محلہ بنی ہاشم کی عورتوں کو حدیث و قرآن کا درس دیا کرتی تھیں اور اپنے جد بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح احادیث بیان فرمائیں اور قرآن حکیم کی تفسیر بھی بیان فرماتیں۔ مدینہ کی عورتیں آپ سے اسلامی تعلیمات کے سلسلے میں رجوع فرماتیں۔ آپ مدینہ کی عورتوں کی تدریس کے ساتھ ساتھ بنو عباس کے مظالم سے بھی آگاہ

کریں اور خانوادۂ رسالت پر اور خصوصاً اپنے والد گرامی کی شہادت کے سلسلے میں بنو عباس اور ہارون رشید کے مظالم بیان فرماتیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حضرت معصومہ قم سے بیان کردہ احادیث

حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کے "محدثہ" ہونے پر متعدد روائتیں اور اقوال ائمہ دلالت کرتی ہیں۔ علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں مناقب سے نقل کرتے ہوئے آپ کے محدثہ ہونے کی روایت کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی فضیلت و بزرگی، آپ کی عظمت و عصمت سے کسی بھی اہل ایمان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ یہاں ہم آپ سے منقول چند روایات و احادیث پیش کر رہے ہیں۔

۱۔ حضرت فاطمہ معصومہ قم سلام اللہ نے جناب فاطمہ دختر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے فاطمہ دختر حضرت امام محمد باقرؑ سے انہوں نے فاطمہ دختر حضرت امام زین العابدین سے انہوں نے فاطمہ دختر حضرت امام حسین علیہ السلام سے انہوں نے امّ کلثوم دختر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے روایت بیان کی کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا:

"کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کو فراموش کر دیا جو انہوں نے غدیر خم میں کہا تھا کہ میں جس کا مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں"۔ اور مذکورہ بالا سلسلوں سے یہ حدیث بھی منقول ہے کہ "اے علی تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی"۔

۲۔ علامہ محمد تقی مجلسی علیہ الرحمۃ (علامہ مجلسی اول) نے بحار الانوار کی

کی پندرھویں جلد باب ۱۵ میں فضائل شیعہ کے بیان میں صفحہ نمبر ۱۲۲ میں روایت کرتے ہیں کہ ۵ واسطوں سے جناب فاطمہ معصومہ قم بنت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنی جدہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ "جب شب معراج مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے ایک خوبصورت محل دیکھا جو دُرّ ابیض کا بنا ہوا تھا اور اس کے دروازے پر دُرّ و یاقوت جڑے ہوئے تھے اس پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا اس پردے پر یہ عبارت تحریر تھی "شیعۃ علی ھم الفائزون" یعنی (علی کے شیعہ کامیاب اور نجات یافتہ ہیں)

۳۔ حضرت معصومہ قم نے جناب فاطمہ دختر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے جناب فاطمہ دختر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے انہوں نے جناب فاطمہ دختر حضرت امام زین العابدین سے انہوں نے جناب فاطمہ دختر حضرت امام حسین علیہ السلام سے، انہوں نے ثانی زہرا حضرت زینب سلام اللہ علیہا دختر امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا دختر جناب رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ "جو شخص ہم اہلبیت کی محبت پر دنیا سے اٹھ جائے وہ شہید ہے۔"

۴۔ محمد غمازی شافعی بارہ واسطوں سے حضرت معصومہ فاطمہ بنت امام

موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور سترہ واسطوں سے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے والدِ گرامی نے فرمایا

"من مات علی حب آل محمدٍ مات شہیداً"

"جو ہم اہلبیت کی محبت پر دنیا سے اٹھ جائے وہ شہید ہے۔"

۵۔ یہ حدیث جناب ام کلثوم سلام اللہ علیہا بنت حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے مخدومہ کونین خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تک پہنچتی ہے وہ ناقل ہیں کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"جب شب معراج میں آسمانوں کی بلندیاں طے کرتا ہوا جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے سفید موتیوں کا ایک قصر دیکھا کہ اس کا دروازہ سچے موتیوں اور یاقوت سے آراستہ تھا اور اس پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا۔ جب میں نے اپنا سر بلند کر کے پردے کی پشت پر دروازے پر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھا تو اس پر تحریر تھا۔

"لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ولی القوم"

یعنی کوئی معبود نہیں سوائے خدا کے محمدؐ اس کے رسول ہیں اور علیؑ صاحبِ اختیار ہیں) اور اسی پردہ پر لکھا تھا مرحبا مرحبا شیعان حیدر کے جیسا خوش قسمت اس دنیا میں کون ہے۔"

جب میں اس قصر میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس میں بھی عقیق سرخ کا ایک قصر ہے جس کا دروازہ سبز زبرجد سے مزیّن ہے اور اس پر ایک پردہ لٹک رہا ہے میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس پر

آپ کے متعلق علماء کا بیان ہے کہ آپ کا شمار اشراف عجم میں تھا اور آپ عقل و دیانت کے لحاظ افضل النساء تھیں۔ جناب حمیدہ خاتون یعنی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا کہنا ہے کہ میں نے ام البنین سے بہتر کسی عورت کو نہیں پایا علی بن میثم کہتے ہیں کہ حمیدہ خاتون کو حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں حکم دیا کہ ام البنین نجمہ کی شادی امام موسیٰ کاظم سے کردو کیونکہ ان سے عنقریب ایک ایسا فرزند پیدا ہونے والا ہے جو مادر گیتی کی آغوش میں بسنے والوں میں سب سے بہتر ہوگا (اعلام الوریٰ۔ ص ۱۷۲) علامہ محمد رضا کہتے ہیں کہ جناب ام البنین، حسن و جمال اور زہد و تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی نظیر آپ تھیں۔ (جنات الخلود صفحہ ۳۱)

حضرت معصومہ قم کا بچپن

جب حضرت فاطمہ اس دنیا میں تشریف لائیں تو آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ہارون الرشید نے حجاز سے عراق میں لاکر قید کر دیا تھا۔ جب آپ پیدا ہوئے تو حضرت امام رضا علیہ السلام کی عمر ۲۶ یا ۳۱ سال تھی۔ اگر آپ کی ولادت ۱۵۳ھ تصور کی جائے تو ۲۹ سال اور اگر ۱۴۸ھ ہجری تصور کی جائے تو حضرت معصومہ کی پیدائش (۱۷۹ھ) کے وقت ۳۱ سال تھی۔ آپ نے اپنے والد ماجد کی غیر موجودگی میں اپنی بہن کے کانوں میں اذان و اقامت کہی اور آپ کی والدہ حضرت نجمہ ام البنین نے اپنا پاکیزہ شیر پلایا۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام گرفتار ہو چکے تھے آپ اس قسم کے خطرناک ماحول اور وحشت ناک و

محیط اور اس قسم کے بحرانی حالات میں دنیا میں تشریف لائیں جبکہ اہلبیت اطاہرین کے حق کے نام پر حاصل کی ہوئی حکومت پر متمکن بنو عباس نے خود بنوامیہ سے زیادہ اہلبیت پر ظلم ڈھا رکھا تھا۔ آپ نے اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے بھائی امام رضا علیہ السلام کے ہاتھوں تربیت پائی اور دین کی تعلیم حاصل کی۔ افسوس صد افسوس کہ ابھی آپ کی عمر پانچ سال کی تھی کہ آپ کے پدر بزرگوار کی شہادت کی خبر ملی۔ بچپن کے غیر معمولی واقعات اور تلخ حوادث نے بغیر کسی شک وشبہ کے جناب فاطمہ معصومہ قم کی حساس روح پر اثر چھوڑا اور آپ کی آئندہ زندگی اور نفسیات اور افعال کا ربطہ انہیں واقعات سے مرتبط ہے جو آپ کو بچپن میں پیش آئے اور آپ کی شخصیت نے اس سرچشمہ سے آغاز کیا۔ مندرجہ ذیل اثرات انہیں واقعات سے بطور نتیجہ اخذ کیے جا سکتے ہیں۔

۱۔ جو شخص اس قسم کے غمزدہ ماحول اور کرب انگیز حالات میں نشوونما پائے اور زندگی کے آغاز میں ہی اتنے بڑے واقعات سے دوچار ہو تو لامحالہ وہ افسردہ خاطر اور غمگین ہی رہے گا اس لیے حضرت معصومہ ہمیشہ محزون اور غمگین رہا کرتی تھیں۔

۲۔ جو شخص اس قسم کے بحرانی ماحول میں پروان چڑھا ہو یہاں تک کہ دودھ پینے اور بچپن کی عمر میں باپ قید میں ہو اور پھر شہید ہو جائے اور بیٹی نے کبھی باپ کے چہرے کی زیارت بھی نہ کی ہو۔ اور یہ معلوم ہو کہ باپ خدا کے دین کے لیے یہ صعوبتیں برداشت کر رہا ہے اور بڑی فداکاری اور ایثار سے اپنے ہدف اور مقصد کا دفاع کر رہا ہے اور ہر سختی اور تکلیف کو خدا کی خاطر برداشت کر رہے ہیں لیکن اپنے مقصد کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوئے تو لامحالہ اس قسم کی شخصیت سخت جان، مبارز اور صاحب مقصد ہی اُبھر کر سامنے آئے گی۔

بھی غیر معمولی اور استثنائی ہے اور ان بزرگ خواتین خانوادہ نبوت کی طرح ان کے مصائب اور شدائد بھی غیر معمولی ہیں۔ وہ اپنے دور کی عام مسلمان عورتوں کی طرح نہ تھیں بلکہ وہ اپنے خاندان کی ان باعظمت خواتین کی طرح تھیں جنہوں نے نبوت وامامت کے شانہ بشانہ قیام دین کا فریضہ انجام دیا اور ظالم حکومت اور اسلام کے باغی حکمرانوں کے غلط رویے کی نشاندہی کی اور مسلمانوں کو ہمیشہ دین کے حقیقی مدعا و مفہوم سے آگاہ کرتی رہیں اور عالم نسوانیت کی رہبری ورہنمائی کا فریضہ انجام دیتی رہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم حضرت معصومہ قم کی زندگی کے واقعات کو محض تاریخی واقعات کے طور پر نہ دیکھیں بلکہ ان تاریخی واقعات کی علامتی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کریں' ان واقعات کے پس منظر میں جو اصول کارفرما ہیں ان کو اپنے فکر ونظر کا محور بنائیں اس لیے کہ تاریخی واقعات تو ماضی کا حصہ ہیں مگر ان واقعات کے پس منظر میں کارفرما اصول اور عوامل آج بھی معاشرہ اور تاریخ کو متاثر کر رہے ہیں ان اصولوں کا ہماری زندگی سے زندہ اور عملی تعلق ہے۔ ہمیں اس تعلق کو دریافت کرنے کی ضرورت ہے۔

اس روشنی میں جب ہم حضرت معصومہ قم کی شخصیت اور ان کی زندگی کے واقعات کا مطالعہ کریں تو پھر یہ واقعات محض ماضی کی تاریخ کا حصہ نہیں رہتے' ان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تاریخ گذشتہ کی باتیں ہیں جن کو دہرانے سے اب کوئی فائدہ نہیں بلکہ پھر یہ تاریخی واقعات ایک علامتی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور ہر دور اور ہر زمانے میں اسلام کے آفاقی اور عالمگیر اصولوں مثلاً آزادی' قیام عدل، ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا سبق دیتے ہیں۔ اس تناظر میں حضرت معصومہ کی زندگی اسلام کے اصولوں اور اقدار کی عملی اور متحرک تصویر نظر آتی ہے۔ حضرت معصومہ قم کی شخصیت بھی حضرت

خدیجہؑ وحضرت فاطمہؑ وحضرت زینب وامِ کلثوم کی طرح مختلف جہات نسائیت کی مختلف اور گوناگوں العباد کا بہترین اور مثالی نمونہ ہیں۔ وہ مندرجہ بالا خواتین کی طرح ایک مثالی ماں، مثالی زوجہ تو نہ بن سکیں لیکن حضرت زینب وامِ کلثوم کی طرح ایک مثالی بہن، ایک مثالی بیٹی اور اسلام کی ایک مثالی خاتون ضرور ہیں اور ان کی زندگی کے یہ رُخ نمونۂ عمل اور دعوت اتباع ہیں۔ درحقیقت ان کی تمام زندگی مثالی زندگی ہے اور اس کا خلاصہ باطل اور بنو عباس کے ظلم کے خلاف مبارزہ اور جہاد ہے اور احقاق اور قیام دین کے لیے اپنے بچپن سے رحلت تک اپنی مختصر مگر پوری زندگی اپنی اجتماعی مسئولیت کو پوری شدت سے محسوس کیا اور اپنی تمام توانائیوں کے ساتھ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی جدوجہد کی۔ جب وہ پانچ سال کی تھیں تو ان کے والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اور امامت کی ذمہ داری ان کے برادر بزرگ حضرت امام رضا علیہ السلام کے کاندھوں پر تھی۔ اس سن و سال کی لڑکیاں عموماً گھروں میں رہتی ہیں اور ان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ کسی انقلابی جدوجہد یا کسی عظیم مقصد کے لیے اپنے بھائی کے ساتھ سرگرم عمل نظر آئیں۔ لیکن اس اجتماعی، سیاسی، اور فکری کشمکش اور جدوجہد کے سنگین اور پُرخطر دور میں حضرت معصومہ اپنے بھائی جو اپنے دور کے معمور من اللہ امام، معصوم، رہبر اور مسلمانوں کے روحانی قائد تھے۔ ان کی ذمہ داری کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو شدت سے محسوس کرتی تھیں، حالانکہ ان کا سن و سال اس بات کا متقاضی نہیں تھا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نہ صرف مدینہ کی خواتین کو اسلام کی تعلیم دیتی تھیں بلکہ دور دراز سے آئے ہوئے شہروں کی خواتین کو درس بھی دیتی تھیں اور انہیں بنو عباس کے مظالم سے بھی آگاہ کرتی تھیں اور انہیں حقائق سے آگاہ

حضرت معصومہ قم کی مدینہ سے ہجرت

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت معصومہ قم نے صرف یہ ستم اس لیے نہیں برداشت کیے تھے کہ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی بہن یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بیٹی تھیں بلکہ وہ دونوں امام کے اعلیٰ مقاصد اور نصب العین میں برابر کی شریک تھیں لہٰذا آپ کی مدینہ سے ہجرت بھی صرف بھائی کی محبت میں نہ تھی بلکہ ان کے مقاصد کی تکمیل کے لیے تھی۔ حضرت امام رضاؑ رجب ۲۰۰ھ (میں مامون رشید عباسی کی دعوت پر جو اس نے اپنے سیاسی اغراض کے تحت دی تھی) مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ کی غیر موجودگی حضرت معصومہ قم مسلمانان مدینہ کی رہنمائی کے فرائض انجام دیتی رہیں لیکن آپ بنو عباس کی ظالمانہ ذہنیت سے واقف تھیں لہٰذا آپ نے کار زینب انجام دینے کا حتمی فیصلہ کیا اور ۲۰۱ھ کے آخر میں مدینہ سے طوس (ایران) کے لیے روانہ ہوئیں اور آپ نے اس راستے کو اختیار نہ کیا جو آپ کے بھائی نے اختیار کیا تھا اس میں بھی ایک حکمت پوشیدہ تھی کیونکہ جس راہ سے حضرت امام رضاؑ گزرے ہوں گے انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے دیا ہوگا اور حضرت معصومہ قم نے ان راہوں کا انتخاب کیا جہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا باقی تھا۔ لہٰذا آپ نے جو راستہ اختیار کیا وہ درج ذیل ہے۔

آپ مدینہ سے بصرہ، خرمشہر، شوستر، دیزفل، خرم آباد، شازند، اراک صالح آباد، ابراہیم آباد، انجیلاوند سے ہوتے ہوئے ساوہ پہنچی ہو سکتا ہے

کہ اس وقت ان میں کچھ قصبوں کے نام اور رہے ہوں۔ حضرت معصومہ ۲۰۱ھ کے آخر میں مدینہ سے مندرجہ بالا شہروں اور قصبوں سے گزرتی اور قیام کرتی ہوئیں طوس کی جانب روانہ ہوئیں۔ آپ نے اس راستے کو اختیار نہ کیا جسے حضرت امام رضا علیہ السلام نے اختیار کیا تھا۔ حضرت امام رضا نے بصرہ، اہواز، کرمان، شہر رے اور نیشاپور سے ہوتے ہوئے طوس پہنچے تھے لیکن حضرت معصومہ نے اہواز سے اپنا راستہ تبدیل کر دیا تھا اور رجب ۲۰۰ھ میں مدینہ سے روانہ ہو کر چھ ماہ کی مسافت طے کر کے ۲۰۱ھ میں طوس پہنچے۔ اسی طرح حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا اپنے بھائی کی مدینہ سے روانگی کے ایک سال بعد مدینہ سے روانہ ہوئیں کیونکہ آپ جانتی تھیں کہ اب دوبارہ بھائی واپس مدینہ نہ آسکیں گے۔

محول شیبانی کا بیان ہے کہ جب وہ ناگوار وقت پہنچ گیا اور حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے جد بزرگوار کے روضۂ اقدس سے ہمیشہ کے لیے وداع ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آپ بے تابانہ اندر جاتے اور بہ نالہ و آہ باہر آتے ہیں اور ظلم و جور کی شکایت کرتے ہیں یا باہر آکر گریہ و بکا فرماتے ہیں اور پھر اندر واپس چلے جاتے ہیں۔ آپ نے چند بار ایسا ہی کیا اور مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے حاضر ہو کر عرض کی مولا اضطراب کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا اے محول! میں اپنے نانا کے روضے سے جبراً جلا وطن کیا جا رہا ہوں۔ مجھے اس کے بعد یہاں آنا نصیب نہ ہوگا۔ میں اسی مسافرت و غریب الوطنی میں شہید کر دیا جاؤں گا۔ اور ہارون رشید کے مقبرہ میں مدفون ہوں گا۔ اس کے بعد آپ دولت سرا میں تشریف لائے اور سب کو جمع کر کے فرمایا میں تم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو رہا ہوں یہ سُن کر گھر میں ایک کہرام برپا ہو گیا اور سب چھوٹے بڑے رونے لگے، آپ نے سب کو تسلی دی اور مدینہ سے مکّہ کے لیے روانہ ہوئے اور وہاں طواف فرما کر

خانہ کعبہ سے رخصت ہو کر بصرہ کی طرف چل دیئے۔ چونکہ حضرت معصومہ قم یہ جانتی تھیں کہ اب بھائی دوبارہ واپس نہیں آئیں گے لہٰذا ایک سال تک آپ نے اپنے بھتیجے کی سرپرستی فرمائی اور مدینہ میں کار زینب انجام دیتی رہیں اور اہل مدینہ کو بھائی کی روانگی کے مقصد سے آگاہ کرتی رہیں۔ اور بالآخر خود بھی مدینہ سے طوس کے لیے روانہ ہوئیں۔ آپ کے ہمراہ آپ کے بھائی جناب فضل، جناب جعفر، جناب ہادی، جناب زید اور چند بھتیجے اور خدام و خادمائیں بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔ چند ماہ آپ نے بصرہ میں قیام فرمایا پھر خرم شہر و شوستر اور دیگر علاقوں سے ہوتی ہوئیں ساوہ پہنچی۔ راہ میں آپ مختلف شہروں میں قیام کرتی رہیں اور تبلیغ دین کے فرائض انجام دیتی رہیں اور عامۃ المسلمین کو بنو عباس کے مظالم سے آگاہ کرتی رہیں۔

رمضان ۲۰۱ ھ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کا جلسہ منعقد کیا گیا جب اس کی خبر مدینہ پہنچی تو حضرت معصومہ قم اپنے بھائی کے پاس جانے کے لیے بے قرار ہوگئیں۔ قرین عقل بات یہ ہے کہ یہ خبر ایک دو ماہ میں مدینہ پہنچی ہوگی۔ آپ ۲۰۱ ھ کے آخر میں مدینہ سے روانہ ہوئیں پھر چند ماہ آپ نے بصرہ میں قیام فرمایا اس طرح آپ ۲۰۲ ھ کے قریب ساوہ پہنچیں۔ آپ مختلف قصبوں اور شہروں میں قیام کرتی ہوئیں ساوہ پہنچی تھیں لہٰذا ڈیڑھ سال کا عرصہ سفر اور قیام میں ضرور لگا ہوگا۔ جب آپ کا قافلہ ساوہ پہنچا تو اہلِ ساوہ جو دشمنِ اہلبیت اور خاندانِ رسالت کے سخت مخالف تھے آمادہ جنگ ہوئے اور اس جنگ میں تمام امام زادگان شہید ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ ان شہداء کی تعداد ۲۳ تھی جب اس جنگ کی خبر اہالیان قم کو پہنچی تو اس وقت تک جنگ ختم ہو چکی تھی اور ۲۳ افراد شہید ہو چکے تھے۔ اہل قم نے مامون رشید کے خوف

سے اہل ساوہ سے بدلہ نہ لیا اور نہ جنگ کی لیکن وہ حضرت فاطمہ معصومہ کو
بڑے احترام سے دیگر خواتین کے ہمراہ قم لے آئے، جب آپ قم کے قریب
پہنچیں تو تمام شہر سوگوار نظر آیا ہر شخص افسردہ و غمگین ملا کیونکہ قم میں حضرت
امام رضا علیہ السلام کی شہادت کی خبر دوسرے راستے سے قم پہنچ چکی تھی اور اس
کی خبر ان افراد کو بھی نہ تھی جو حضرتِ معصومہ کو لینے ساوہ پہنچے تھے۔ حضرت معصومہ
ساوہ کے مسلمانوں سے دل برداشتہ اور اپنے بھائیوں کی شہادت کے غم سے
نڈھال ہو کر بیمار ہو چکی تھیں اور آپ کے لیے سفر کرنا بہت دشوار ہو چکا تھا۔ منزل بہ منزل
آپ کی کمزوری اور نقاہت بڑھتی گئی۔ آپ بار بار ملازموں اور مومنین سے دریافت
فرماتیں کہ اب شہر قم کتنا دور ہے حاضرین نے کہا کہ اب فاصلہ ۲ فرسخ سے کم رہ گیا ہے۔
حضرت معصومہ نے فرمایا کہ جلدی سفر طے کرو تاکہ ہم جلد از جلد قم پہنچ جائیں
کیونکہ میں نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا ہے کہ قم ہمارے شیعوں کا مرکز ہے۔
اہلِ قم آل سعد میں سے تھے۔ لہٰذا قم سے جو لوگ ساوہ آپ کو لینے کے لیے پہنچے
تھے ان میں موسیٰ بن خزرج بن سعد قمی پیش پیش تھے آپ نے ساوہ میں پہنچ
کر حضرت معصومہ سے ان کے بھائیوں کی شہادت کی تعزیت کی اور درخواست
کی کہ آپ قم تشریف لے چلیں اور وہاں قیام فرمائیں۔ معظمہ نے پوچھا قم یہاں سے
کتنی دور ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ یہاں سے دس فرسخ کا فاصلہ ہے۔ آپ کی سواری
جب قم کے لیے روانہ ہوئی تو موسیٰ بن خزرج نے آپ کے ناقہ کی مہار پکڑی اور
آل سعد انہیں عقیدت و عزت و احترام و تکریم و تعظیم کے ساتھ قم میں لائے،
قم پہنچ کر آپ نے موسیٰ بن خزرج ہی کے مکان پر قیام فرمایا تھا۔ جس
مکان میں آپ نے قیام فرمایا تھا وہ محلہ میدانِ میر
میں واقع ہے اور وہاں جناب معصومہ قم کی نماز کی محراب بھی موجود ہے۔ اب

اس مقام پر مسجد و مدرسہ قائم ہے۔ قم پہنچ کر حضرت معصومہ کو حضرت امام رضا علیہ السلام کی شہادت کی خبر ملی آپ کی آس ٹوٹ گئی اور جس بھائی کی زیارت و ملاقات کے اشتیاق میں آپ نے اتنا طویل و دشوار گذار سفر کیا تھا وہ پورا نہ ہو سکا۔ آپ کا قم میں کل سترہ دن قیام رہا کہ آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئیں۔

حضرت معصومہ قم کا سانحہ ارتحال

صاحب تاریخ قم کا بیان ہے کہ مجھ سے حسین بن علی بن بابویہ قمی نے محمد بن حسن بن ولید سے روایت کی ہے کہ آپ کے جسد مطہرہ کو غسل و کفن دیا اور مقام 'بابلان' میں آپ کے جنازہ کو دفن کے لیے لایا گیا۔ مقام 'بابلان' وہ جگہ ہے جہاں اب آپ کا روضہ اقدس ہے۔ یہ زمین جہاں آپ کی قبر اطہر اور روضہ مبارک ہے موسیٰ بن خزرج کی ملکیت تھی اور اس سرداب میں جو پہلے قدرتی طور پر آپ کے لیے بنا ہوا تھا آپ کے جنازہ کو اتارنے کا مسئلہ پیدا ہوا اور مومنین قم میں صلاح و مشورہ ہونے لگا کہ آپ کے جسدِ پاک کو قبر میں کون اتارے اور یہ سعادت اور شرف کس کے حصے میں آئے۔

باہمی صلاح و مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ 'قادر' نامی ایک بندہ خدا جو مرد صالح اور نیک و پرہیزگار تھا اور بہت ہی ضعیف تھا آپ کے جسدِ پاک کو سرداب میں اتارے۔ لہٰذا قادر کو بلوایا گیا۔ ابھی قادر پہنچا بھی نہ تھا کہ لوگوں نے دیکھا کہ دو سوار بڑی تیزی سے مجمع کی طرف آ رہے ہیں جن کے چہروں پہ نقاب پڑی ہوئی تھی۔ وہ سوار جنازے کے قریب آئے تو سواری سے اتر گئے اور پیادہ ہو گئے۔ ان میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر حضرت معصومہ قم کی

نمازِ جنازہ پڑھائی اور وہی قبر میں اترے۔ اور پھر تدفین کے فوراً بعد جس طرف سے تشریف لائے تھے اسی طرف واپس چلے گئے لیکن یہ کسی کو نہ معلوم ہو سکا کہ وہ دونوں سوار اور بزرگ ہستیاں کون تھیں۔

تاریخ زندگانی حضرت معصومہ قم صفحہ ۱۱ میں آقائی منصوری تحریر کرتے ہیں کہ حضرت معصومہ کی وفات ۸ر شعبان المعظم ۲۰۱ھ میں ہوئی۔ وقت وفات آپ کی عمر ۲۲ر سال تھی۔

یہ تاریخ قرین عقل نہیں کیونکہ جب حضرت امام رضا علیہ السلام کی شہادت ذیقعدہ یا صفر ۲۰۳ھ میں واقع ہوئی ہے اور حضرت معصومہ کی وفات بعد شہادت حضرت امام رضا واقع ہوئی ہے تو ان کی تاریخ وفات ۲۰۱ھ کیسے ممکن ہے۔ اس طرح وفات کے وقت آپ کی عمر ۲۴ر سال تھی۔

صاحب تاریخ رقمطراز ہیں کہ رضائیہ سادات اپنی بیٹیوں کی شادی نہیں کرتے تھے کیونکہ انہیں اپنا ہمسر و کفو نہیں ملتا تھا اور حضرت موسیٰ بن جعفرؑ جن کی اکیس بیٹیاں تھیں ان میں سے ایک کی بھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اور حضرت امام محمد تقیؑ نے شہر مدینہ میں دس دیہات وقف کر دیئے تھے اپنی پھوپھی، بیٹیوں اور بہنوں کے لیے جن کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ جو بیبیاں قم میں قیام پذیر تھیں ان کا حصہ مدینہ سے قم آتا تھا۔

صاحب تاریخ قم نے یہ تو لکھ دیا کہ رضائیہ سادات اپنی بیٹیوں کی شادی نہیں کرتے تھے۔ اس تحریر سے یہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر نہیں کرتے تھے۔ کاش وہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی مجبوری بھی سمجھ لیتے کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

مولا پہ انتہائی اسیری گزر گئی
زنداں میں جوانی و پیری گزر گئی

مولا کی ایک مجبوری یہ تھی کہ عمر کا بیشتر حصہ پس دیوار زنداں رہے اور بنو عباس کے عذاب و عتاب کا شکار رہے۔ دوسری مجبوری یہ تھی کہ بنو عباس کے مختلف حکمرانوں نے حسنی سادات کو چن چن کر شہید کرا دیا تھا صرف ہادی عباسی کے دور میں کئی سو بنی حسن کو قتل کرایا گیا۔

سید زادیوں کی غیر سید مردوں سے شادی جائز نہ ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوگی حضرت امام موسیٰ کاظم اور حضرت امام رضاؑ جو خود منصوص من اللہ امام اور وارث شریعت محمدی تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اپنی لڑکیوں کے بالغ ہونے کے بعد شادی نہ کرتے جبکہ کربلا میں امام حسین علیہ السلام نے حضرت قاسم کی شادی شب عاشور کر کے بھی رشتۂ ازدواج کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ آخر حضرت امام موسیٰ کاظم و حضرت امام رضا کی کوئی تو مجبوری ہوگی ورنہ شیعوں کی کمی تو نہ تھی۔ شیعہ قوم کا ہر فرد اپنے لیے سعادت و شرف و فضیلت و فخر سمجھ کر ان آئمۃ الطاہرین کی صاحبزادیوں سے شادی کر لیتا اور آئمۃ الطاہرین ان سید زادیوں کے فرض سے سبکدوش ہو جاتے اس سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے ایک تو یہ کہ یہ ہستیاں ہم جیسی نہ تھیں جو اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکتیں اور دوم یہ کہ فرض سے زیادہ آئمۃ الطاہرین کی نگاہ میں یہ تھا کہ سید زادیوں کی شادی کسی غیر سید سے نہ کریں ــــــ بعد میں مجتہدین نے اسے جائز قرار دیا۔ وہ اس وقت کے معروضی حالات کے پیشِ نظر علماء کا اجتہاد اور وقت کی ضرورت ہو سکتی ہے اس کی ذمہ داری علماء و مجتہدین پر عائد ہوتی ہے اور وہ اپنی مسئولیت سے بہتر طور پر آگاہ ہیں کہ انہوں نے کسی مجبوری اور ضرورت کے تحت ایسا کیا۔ بہرحال حضرت امام موسیٰ

کاظمؑ، حضرت امام علی رضاؑ اور حضرت امام محمد تقیؑ نے ایسا نہیں کیا۔ وہ امام وقت تھے اور وارث شریعت و محافظ اسلام تھے۔ بہر حال یہ بحث زیرِ قلم کتاب کا موضوع نہیں ہے۔

تعمیر مزار حضرت معصومہ قم کی مختصر تاریخ

۱۔ سب سے پہلے حضرت معصومہ قم کی قبر مبارک پر بوریے کا چھپر موسٰی بن خزرج نے ڈلوایا۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت معصومہ موسٰی بن خزرج کی زمین پر دفن ہیں۔

۲۔ اس کے بعد حضرت زینب صغریٰ دختر حضرت جوادؑ نے بقعہ و گنبد بالائے مرقد بنوایا پھر مختلف ادوار میں حضرت معصومہ کے مزار کی تعمیر و تزئین ہوتی رہی۔

۳۔ ۴۱۳ھ میں خوبصورت پتھر تراش کر اس کی تزئین کی گئی۔

۴۔ ۵۲۹ھ میں دوسرا گنبد تعمیر کیا گیا۔

۵۔ ۹۲۵ھ تیسرا گنبد تعمیر کیا گیا اور پہلے والے گنبد کو منہدم کر کے عراقی ٹائلس پر نقاشی کا کام کر کے اس سے تعمیر کیا گیا۔

۶۔ ۱۲۱۸ھ میں تیسرے گنبد کو منہدم کر کے دوبارہ گنبد تعمیر کیا گیا جو آج بھی موجود ہے۔ اسے سونے کی اینٹوں سے تعمیر کیا گیا۔ راویوں کا بیان ہے کہ اس میں بارہ ہزار اینٹیں صرف ہوئیں ـــــ واللہ اعلم بالصواب۔ یا پھر ان اینٹوں پر سونے کے پترے چڑھائے گئے ہوں گے بہرحال حرم مبارک کے سنہری گنبد پر جب سورج کی شعائیں پڑتی ہیں یا جب چاندنی چھٹک کر گنبد اقدس کا طواف کرتی ہے تو یہ دونوں منظر بہت خوبصورت لگتے ہیں۔

ایک شاعر نے حضرت معصومہ قم کی شان اور ان کی قبروں پر بنے گنبد کی تعریف میں ۶۴ اشعار کا ایک قصیدہ کہا جس کے ہر مصرع سے تعمیر تاریخ گنبد ۱۲۱۸ھ نکلتی ہے جس کے دو شعر پیش خدمت ہیں۔

این قبہ گل نبی است بہ زیور بر آمدہ
یا پاک گوہری است پُر از زیور آمدہ
این دوحہ ای است کامدہ از جنت العلیٰ
یا کوکبی است سعد منور بر آمدہ

صحن ہائے حرم مبارک

۱۔ صحن کوچک (جسے صحن عتیق بھی کہتے ہیں) سے ملحق ایک طلائی ایوان ہے اور اس کے دونوں گلدستہ گنبد بھی طلائی ہیں اور اسی صحن کے ایک گوشے میں حضرت معصومہ قم کا مہمان خانہ بھی ہے ایوان کے مقابل نقارخانہ ہے جس کی چھت کا بیرونی حصہ طلائی ہے۔

۲۔ صحن بزرگ، یہ بڑا صحن کافی وسیع و عریض و پرشکوہ ہے۔ اس کے ایک ایوان پر میناکاری کا کام ہے یہ صحن بڑی خوبصورتی سے بنایا گیا اور اس کے ستونوں کو پتھروں سے تراش کر بڑی خوبصورتی سے تعمیر کیا گیا ہے جس سے حرم مطہر کی زینت و زیبائش دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس صحن میں دو بلند مینار اور ایک بڑا حوض ہے۔ حرم کے سامنے کا حصہ شیشہ کے خوبصورت کام سے آراستہ ہے اس مسجد میں نماز مغربین بھی ہوتی ہے جس میں پہلے

آیت اللہ العظمیٰ آقائی سید شہاب الدین مرعشی نجفی اعلی اللہ مقامہ نماز پڑھاتے تھے اور اب آیت اللہ فاضل لنکرانی نماز مغربین پڑھاتے ہیں۔

صحن اقدس حرم معصومہ میں مشہور محدث آقای قطب الدین راوندی کی قبر بھی ہے اور صحن کے ایک حجرے میں معروف رہنما اور دانشور ڈاکٹر ابو مفتح شہید کی قبر بھی ہے۔

حرم مطہر کا داخلی منظر

حرم مطہر میں گنبد سے متصل کئی رواق ہیں جنہیں توسیع حرم کے سلسلے میں از سر نو تعمیر کیا گیا حرم مطہر سے متصل 'مسجد اعظم' ہے جسے مسجد آقائی بروجردی بھی کہتے ہیں۔ مسجد بروجردی سے متصل مرجع عالیشان آقائی سید حسین بروجردی کی قبر ہے۔ یہ مسجد کئی ستون اور خوبصورت گنبد پر مشتمل ہے۔ حرم مطہر کے قبلہ رخ مسجد مہدی اور دائیں جانب و بائیں جانب اور قبلہ رُخ پر تین ہال ہیں جن میں دو ہال میں نمازیں اور دروس بھی ہوتے ہیں ان ہال میں علماء و مجتہدین کی قبریں بھی ہیں بائیں ہاتھ پر جو ہال ہے اس میں عورتوں کے لیے نماز وغیرہ کی جگہ ہے۔ اس ہال میں آقائی مہدی الحکیم، آقائی اشراقی، آقائی محمد منظری آیت اللہ استاد شہید مرتضیٰ مطہری، شہید محراب آیت اللہ مدنی و دیگر علمائے کرام کی قبور ہیں۔

ضریح مطہر حضرت معصومہ قم

حضرت معصومہ قم کی قبر مطہر کافی نیچے ہے۔ پہلی ضریح لوہے کی تھی جو

شاہ عباس صفوی کے دور میں تعمیر کی گئی۔ دوسری ضریح چاندی کی بنائی گئی۔ اور موجودہ ضریح جو تیسری ضریح ہے مکمل چاندی کی ہے۔ یہ ضریح ۱۳۲۸ھ میں بنائی گئی اس کے بالائی حصے میں آب طلاء کا کام ہے۔ موجودہ ضریح کو بنانے میں جو چاندی استعمال کی گئی ہے اس میں پہلی ضریح سے پچاس ہزار مثقال چاندی اور تقریباً ۲۴ ہزار مثقال چاندی خزانے سے لے کر تیار ہوئی ہے۔ حرم مطہر کے دروازوں پر سونے کا خوبصورت کام ہے۔

محراب حضرت معصومہ قم

حضرت معصومہ نے قیام قم کے دوران جس جگہ عبادت الٰہی فرمائی تھی اور یادِ خدا میں گزارے تھے اس مقام کو "بیت النور" کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ جگہ حرم مطہر کے قریب محلہ میدان میر میں واقع ہے۔

ایک تاریخی غلط فہمی کا ازالہ

بدقسمتی سے ہمارے مورخین و مصنفین نے اپنے اکابرین و مشاہیر کی BIOGRAPHY لکھتے وقت تحقیقی طریقہ کار کو اختیار نہیں کیا اور ولادت و شہادت و دیگر زندگی کے اہم واقعات کے سن وسال پر زیادہ توجہ نہیں دی بلکہ جتنی تاریخیں بھی ملیں سب لکھ دیں کہ فلاں مورخ یا فلاں عالم نے یہ لکھا ہے فلاں نے یہ لکھا ہے مگر یہ فیصلہ نہیں کیا کہ تحقیقی طور پر کون سی تاریخ قرینِ عقل ہے اور کون سی نہیں ہے اور بعض لکھنے والوں نے تو ایسی فاش غلطی

کی ہے کہ بغیر تحقیق کے من وعن وہی سب کچھ نقل کر دیا ہے جس سے یہ غلطی ہر کتاب میں قائم رہی۔ حضرت معصومہ قم کے سلسلے میں ابھی اسی قسم کی ایک غلطی مورخین و مصنفین سے ہوئی۔ زندگانی معصومہ قم کے مصنف سید مہدی صحفی حیات حضرت معصومہ قم کے مرتب ڈاکٹر سید حیدر مہدی، زندگانی حضرت معصومہ قم کے مصنف آقائی منصوری وغیرہ نے حضرت معصومہ قم کی تاریخ وفات ۸۔ شعبان ۲۰۱ھ تحریر کی ہے جبکہ ان مورخین نے یہ لکھا ہے کہ "بھائی کی جدائی کا صدمہ شدت پکڑتا اور شدت غم کی بناء پر علالت دن بہ دن بڑھتی رہی یہاں تک کہ سترہ دن گزر گئے تھے کہ آپ نے اس جہان فانی سے بطرف ملک جاودانی انتقال فرمایا۔

صاحب تاریخ قم نے حسین بن علی بن بابویہ نے محمد بن حسن بن ولید سے بھی یہی روایت کی ہے جبکہ انہی مورخین و مصنفین نے حضرت امام رضا کی تاریخ شہادت ۲۳، ذیقعد ۲۰۳ھ تحریر کیا ہے علاوہ ازیں درج ذیل علماء و مورخین نے بھی قریب یہی تاریخ لکھی ہے۔

مورخ یگانہ سید نجم الحسن کراروی طاب ثراہ نے اپنی کتاب "چودہ ستارے" میں درج ذیل تاریخ تحریر کی ہے۔

تاریخ ولادت : ۱۱، ذیقعد ۱۵۳ھ یوم پنجشنبہ بمقام مدینہ منورہ
تاریخ ورود نیشاپور : رجب ۲۰۰ھ
جلسہ ولیعہدی کی تاریخ : یکم رمضان ۲۰۱ھ
تاریخ شہادت : ۲۳، ذیقعد ۲۰۳ھ مطابق ۸۱۸ء یوم جمعہ

معروف عالم دین جناب مولانا سید علی حیدر اعلیٰ اللہ مقامہ نے اپنی کتاب آئمہ اثناء عشر۔

تاریخ ولادت ۱۱ ذیقعد سنہ ۱۵۲ھ مطابق سنہ ۷۷۰ء
تاریخ ولیعہدی سنہ ۲۰۱ھ
تاریخ شہادت ۲۳ ذیقعد سنہ ۲۰۳ھ سنہ ۸۱۸ء

منتخب التواریخ جلد دوم میں محدث محمد ہاشم ابن محمد علی مشہدی ترجمہ کردہ شریف ابن شیر محمد شاہ رسول میں۔
تاریخ شہادت ۲۳ ذیقعد سنہ ۲۰۳ھ

اعلام الوریٰ میں شیخ طبرسی نے آپ کی شہادت کی تاریخ۔
بروز جمعہ ماہ صفر سنہ ۲۰۳ھ

مناقب میں ابن شہر آشوب نے ولادت۔
۱۱ ذیقعد سنہ ۱۴۸ھ اور شہادت کی تاریخ
۱۷ صفر سنہ ۲۰۳ھ تحریر کی ہے۔

احسن المقال جلد دوم میں ولادت ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۱۵۳ھ اور شہادت
۲۳ ذیقعد سنہ ۲۰۳ھ

تذکرۃ المعصومین میں علی نقوی جونپوری نے سن ولادت سنہ ۱۴۸ھ اور
شہادت صفر سنہ ۲۰۳ھ

علی محمد دخیل نے ولادت بروز جمعرات ۱۱؍ ذیقعد ۱۴۸ھ اور رحلت آخر ماہ صفر ۲۰۳ھ تحریر کیا ہے۔

زبدۃ العلماء آغا مہدی لکھنوی نے اپنی کتاب "الرضا" میں ولادت: ۱۴۸ھ مطابق ۷۶۵ء ۱۱؍ ذیقعد بروز جمعرات اور تاریخ شہادت ۱۷؍ صفر ۲۰۳ھ روز سہ شنبہ ۸۱۸ھ تحریر کی ہے۔

'تحفہ رضویہ' سوانح امام موسیٰ رضا میں مولانا اولاد حیدر فوق بلگرامی، ولادت ۲۵؍ ذیقعد پنجشنبہ ۱۴۸ھ اور شہادت صفر ۲۰۳ھ

رسول واہلبیت رسول جلد ۲ میں سید علی الجعفری نے درج ذیل تاریخ رقم کی ہے۔

پہلا دور قبل از زمانہ امامت ۱۴۸ھ تا ۱۸۳ھ	۳۵ سال
دوسرا دور زمانہ امامت قبل از ولیعہدی ۱۸۳ھ تا ۲۰۰ھ	۱۶ سال
تیسرا دور زمانہ امامت از ولیعہدی مامون ۲۰۰ھ تا ۲۰۳ھ	۴ سال
تاریخ ولادت ۱۴۸ھ تاریخ شہادت ۲۰۳ھ	۵۵ سال

تذکرۃ الاطہار میں شیخ مفید علیہ الرحمہ ترجمہ کتاب الارشاد ترجمہ مولانا سید صفدر حسین نجفی نے ولادت مدینہ ۱۴۸ھ رحلت ماہ صفر ۲۰۳ھ ۵۵ سال تحریر کیا ہے۔

حضرت معصومہ قم کے معجزات و کرامات

معجزہ ایسا مافوق الفطرت کارنامہ ہے جسے کوئی مدعی اپنے من جانب اللہ
مامور ہونے کے ثبوت میں پیش کرے اور جس کا جواب پیش کرنے سے تمام
بنی نوع انسان قاصر ہو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کارنامے کی قدر و قیمت
کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس کو اس معجزہ سے مشابہ فن سے کماحقہ واقفیت
ہو اس لیے کسی فن کے ماہرین ہی اس کی باریکیوں اور خوبیوں کا اندازہ لگا سکتے
ہیں اور اس کی خصوصیات کا ادراک کر سکتے ہیں کہ کون سا کارنامہ ایسا ہے جسے
انسان انجام دے سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرین فن ہی سب سے پہلے معجزے
کی تصدیق کرتے ہیں۔ رہے عام لوگ تو وہ چونکہ فن کی مبادیات سے ناواقف
ہوتے ہیں اس لیے ان کے واسطے شک کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ
مدعی نبوت صرف ان باتوں پر اعتماد کرے جو کسی فن کے خواص ہی کو معلوم ہوں
تو وہ مشکل ہی سے لوگوں کو قائل کر سکے گا اس لیے حکمت خداوندی کا تقاضہ یہ
ہوا کہ ہر نبی کو وہ معجزہ عطا کیا جو اس فن سے مشابہ ہو جو اس کے زمانے میں عام
طور پر مروج ہو اور جس کے جاننے والے اس زمانے میں بکثرت ہوں کیونکہ وہ
اسی طرح زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جلد اور آسانی سے قائل کر سکتا ہے اسی لیے
قدرتی طور پر مناسب یہی تھا کہ حضرت موسیٰؑ کو عصا اور ید بیضا کا معجزہ
عطا ہو کیونکہ ان کے زمانے میں جادو کا چرچا عام تھا اور جادوگر بکثرت سے
موجود تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے جادوگروں نے ہی ان کے معجزے کی تصدیق
کی اور ان پر ایمان لائے۔ جب جادوگروں نے دیکھا کہ عصا سانپ بن کر ان

کی جادوگری کے پُرفریب سانپ کو نگل لیتا ہے اور پھر اپنی اصلی حالت پر لوٹ جاتا ہے تو وہ سمجھ گئے کہ یہ بات جادو کے بس کی بات نہیں۔ پھر جیسے ہی انہیں یقین ہوگیا کہ یہ معجزہ خداوندی ہے انہوں نے فرعون کے غیض و غضب اور اس کی دھمکیوں کی پرواکیے بغیر اپنے ایمان کا اعلان کر دیا۔

حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں طب یونانی کو فروغ حاصل تھا ان کے زمانے میں اطباء مریضوں کو حیرت انگیز طور پر شفایاب کر دیتے تھے ان دنوں شام اور فلسطین میں طب کا شہرہ تھا جو یونان کی نوآبادیاں تھیں۔ لہٰذا پروردگار عالم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسا معجزہ عطا کیا جو مردوں کو زندہ، پیدائشی اندھوں کو بینا اور برص کوڑھ کے مریضوں کو شفایاب کر دیتے تھے۔ یہ وہ معجزہ ہے جو انسانی طاقت سے باہر ہے اور اس کا طبی قوانین سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کا سرچشمہ سرحد ادراک سے کہیں دور واقع ہے۔

عربوں کو فصاحت و بلاغت میں امتیازی مقام حاصل تھا۔ انہوں نے فنون ادب میں مہارت پیدا کی تھی اور مرد اور عورت دونوں ہی شعر و سخن کے شیدائی تھے نابغہ ذبیانی کو شعر کا سب سے بڑا نقاد سمجھا جاتا تھا۔ حج کے موسم میں جب وہ آتا تو عکاظ کے بازار میں سرخ چمڑے کا خیمہ نصب کر دیا جاتا تھا۔ جہاں شعراء آکر اسے اپنا کلام سناتے تھے اور ان پر اپنا فیصلہ دیتا تھا۔

(شعراء النصرانیہ جلد ۲ صفحہ ۶۴۰ مطبوعہ بیروت)

ان حالات میں حکمت خداوندی کا تقاضہ یہ ہوا کہ پیغمبر اسلام کو زبان و بیان اور فصاحت و بلاغت کا معجزہ عطا ہوتا تاکہ ہر عرب یہ سمجھ سکے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور انسان کے بس کی بات نہیں۔ چنانچہ ہٹ دھرم لوگوں کو چھوڑ کر عرب اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوگیا۔ دوسری طرف عرب میں سپہ گری

اور شمشیر زنی کا بڑا شہرہ تھا۔ ذات واجب نے حضرت علی علیہ السلام کو کمال شجاعت کی منزل پر فائز فرما کر نبیؐ کا ناصر و وارث جانشین بنا کر بھیجا اور 'ذوالفقار' نامی تلوار عطا کی جس کے آگے رجب اور عمر کی شجاعت ماند اور تلواریں کند ہو کر رہ گئیں۔

علاوہ ازیں پروردگار عالم نے قرآن حکیم' کو بھی معجزہ بنا کر نازل فرمایا جو آج بھی ہدایت کر رہا ہے اور ابد تک نوع انسانی کی ہدایت کرتا رہے گا۔ اس کا اعجاز دائمی ہے اور تاقیام قیامت اس کی رونق و درخشانی قائم رہے گی۔ قرآن کریم کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جیسے معجزہ شق القمر، سانپ کا باتیں کرنا اور کنکریوں کا تسبیح پڑھنا۔ اسی طرح ہمارے آئمہ الطاہرین السلام کے بھی بے شمار معجزات ہیں چونکہ ان ذوات مقدسہ کی زندگی کا مقصد و نصب العین واہداف خدا کی دنیا پہ خدا کے دین کی حکمرانی تھا اور یہ ہستیاں مہد سے لحد تک خدا کے پسندیدہ دین اسلام کے احیاء و تاسیس اور تبلیغ و ترویج کے لیے کوشاں رہیں اور اپنی جان و مال و اولاد و اقرباء کی قربانیاں دیتی رہیں لہٰذا پروردگار عالم نے انہیں بھی معجزات و کرامات عطا فرمائے۔ حضرت علی رضاؑ کا سورج کو پلٹانا، مردوں کو زندہ کرنا، دور دراز کے علاقوں میں پہنچ کر لوگوں کی مدد کرنا۔ لوگوں کی مشکل کشائی فرمانا غرضیکہ خانوادہ نبوت کے ہر فرد یعنی اہلبیت الطاہرین کے بے شمار معجزات اور کرامات ہیں۔ جنہیں اگر ضابطہ تحریر میں لایا جائے یا یکجا کیا جائے تو بیسوں ضخیم جلدیں اس کے لیے ناکافی ہوں گی۔ اسی طرح حضرت فاطمہ معصومہ قم سلام اللہ علیہا جو خدا کی کنیز خاص معصوم امام حضرت موسیٰ کاظمؑ جن کو خدا نے باب الحوائج بنایا ہے کی بیٹی، حضرت امام علی رضاؑ کی بہن' اور حضرت امام محمد تقیؑ کی پھوپھی۔

تھیں۔ آپ نے مدینہ منورہ میں دین خداوندی کی تبلیغ کی اور پھر خدا کے دین کے لیے مدینہ منورہ سے قم (ایران) کی طرف ہجرت کی اور یہاں دین اسلام کی تبلیغ و ترویج فرمائی اور عالم غربت میں انتقال فرمایا۔

آپ کا زہد و تقویٰ، نیکی و پرہیز گاری، خدا ترسی و خدا خوفی، عبادت و ریاضت کے صلے میں پروردگار نے آپ کو صاحب اعجاز بنایا اور آپ کے مزار اقدس سے لاکھوں معجزات و کرامات صادر ہو چکے ہیں جنہیں یکجا کرنا اور ضابطہ تحریر میں لانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے یہاں ہم آپ کی صرف چند کرامتیں آپ کی عظمت کے بیان کے حوالے سے پیش کر رہے ہیں تاکہ مومنین کے قلوب کو جلا اور اذہان یقین کی دولت عطا کی جا سکے۔

حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کا حرم دنیا کے ہر مومن و مومنات اور ہر دیندار و غیر جانبدار اہل فکر و نظر کے لیے مرجع خاص و عام ہے جہاں روزانہ ہزاروں زائرین فرط عقیدت سے اپنی پیشانیوں کو خم کرتے ہیں اور اس در کی جبیں سائی کے عوض اپنا دامن مراد بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔ حضرت معصومہ کا حرم جنت کا ایک نمونہ ہے جس طرح جنت میں کوئی قعود کی حالت میں ہے کوئی قیام کی حالت میں کوئی سجدہ میں ہے، کوئی تسبیح و تقدیس معبود میں مصروف ہے اور کوئی اس کی حمد کر رہا ہے۔ بالکل اسی طرح حضرت معصومہ قم کے حرم میں کوئی حالت نماز میں ہے کوئی قرآن کی تلاوت میں مصروف ہے کوئی تسبیح پڑھ رہا ہے، کوئی حمد کر رہا ہے، کوئی درس دے رہا ہے کوئی درس لے رہا ہے اور کوئی توبہ استغفار و گریہ و زاری میں مصروف ہے بس فرق صرف اتنا ہے کہ جنت میں فرشتے اس کام پر معمور ہیں اور یہاں انسان اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں اجنّہ و ملائک بھی بہر سلام آتے

ہوں اور ضرور آتے ہوں گے آخر زائرین معصومہ قم کی رہنمائی اور مشکل کشائی پر بھی تو کچھ فرشتے معمور ہوں گے۔ علاوہ ازیں جب ہم اذن دخول پڑھتے ہیں تو یہ کہتے ہیں۔

"باذن اللہ واذن رسولہ واذن خلفائہ ادخل ھذا البیت فکونوا ملائکۃ اللہ اعوانی وکونوا انصاری حتی ادخل ھذہ الروضۃ المبارکۃ ــــ"

مکتب تشیع کو یہ شرف و افتخار حاصل ہے کہ ان کا تمسک ان ذواتِ مقدسہ سے ہے جو خدا کے مصطفیٰ و مجتبیٰ بندے ہیں اور جنہیں خدا نے اپنی مرضی دیکر معراج عطا کی ہے پھر ایسی قدسی صفات ہستیوں کے در سے شفا اور مراد ملنا کیا مشکل ہے بلکہ نہ ملے تو محل تعجب ہے بلکہ وہ شخص انتہائی بد بخت ہے جو ان کے در سے ناکام و نامراد واپس آتا ہے اور گوہر مراد نہیں پاتا ہے۔

(۱) حرم معصومہ کے ایک خادم کا بیان ہے کہ میرے چچا ایک مرض میں مبتلا ہوگئے جو بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچا کہ ان کی تمام انگلیاں کالی ہو گئیں، ڈاکٹروں نے علاج کرنے سے معذوری کا اظہار کیا اور سرجن نے طے کر لیا کہ کل آپریشن ہوگا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا اچھا جب آپریشن کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو مجھے آج رات حرم معصومہ میں تنہا چھوڑ دو۔ ان کی بات مانتے ہوئے انہیں حرم معصومہ میں تنہا چھوڑ کر دروازہ بند کر دیا گیا۔ وہ پائین ضریح روتے اور فریاد کرتے رہے ابھی صبح ہونے ہی والی تھی کہ انہوں نے خادموں کو آواز دی کہ دروازہ کھولو مجھے حضرت معصومہ نے شفا دے دی۔ جس وقت دروازہ کھلا تو انہوں نے ہنستے ہوئے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ محترم خاتون آئیں اور مجھ سے پوچھا کیا تکلیف ہے؟ میں نے اپنا مرض بتاتے

ہوئے کہا کہ پروردگار مجھے شفا دے یا موت۔ اس کے علاوہ مجھے اس سے کچھ نہیں چاہیئے تو انہوں نے اپنے مقنع کا ایک گوشہ چند مرتبہ میری انگلیوں پر پھیرا اور کہا جا میں نے تجھے شفا دی۔

میں نے ان سے سوال کیا آپ کون ہیں انہوں نے فرمایا "مجھے نہیں پہچانتے حالانکہ تم بھی میرے خادموں میں سے ہو میں فاطمہ بنت موسیٰ بن جعفر ہوں"

(۲) بھٹکے ہوئے مسافر اپنی منزل پر

حرم کے خادم میں کلید بردار مرحوم جناب روحانی علی اللہ مقامہ جو ایک جید عالم بھی تھے اور مسجد امام حسن عسکریؑ کے پیشنماز بھی انہوں نے کہا کہ سردیوں کی ایک انتہائی سرد رات تھی کہ میں نے حضرت معصومہ قم کو خواب میں دیکھا۔

انہوں نے مجھے حکم دیا کہ اٹھو اور میرے حرم کے میناروں پر چراغ روشن کرو۔ میں خواب دیکھ کر جاگ گیا لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ دوسری مرتبہ پھر یہی خواب دیکھا لیکن متوجہ نہ ہوا۔ تیسری مرتبہ میں نے حضرت معصومہ قم کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرمارہی ہیں کہ میں نے تم سے نہیں کہا کہ اٹھ کر میناروں کے چراغ روشن کردو۔ یہ خواب دیکھ کر میں اٹھا اور اب اس راز کو سمجھے بغیر نصف شب ہی کو چراغ روشن کر دیئے اور پھر آکر سو گیا اور جب صبح ہوئی تو میں نے حرم مقدس کے دروازے کھول دیئے اور سورج نکلنے کے بعد حرم سے نکل کر اپنے چند دوستوں کے ساتھ دیوار سے ٹیک لگا کر جاڑے کی

میں جاتا تو دو آدمیوں کے سہارے سے جاتا۔

ایک دن مدرسہ فیضیہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی مجلس برپا تھی شربر کو بھی اس کے مددگار مجلس میں لے آئے سید علی سیف جو کہ حضرت آیت اللہ حائری کے خدمت گار تھے انہوں نے شربر کو دیکھ کر تلخ انداز میں طعنہ زنی کرتے ہوئے کہا کہ تم نے یہ کیا مصیبت کھڑی کر دی کہ تمہارے آنے سے تمام مجمع میں رخنہ اندازی پیدا ہو گئی۔ یہ کیا طریقہ ہے۔ اگر تم واقعی سید ہو تو جاؤ اور حضرت معصومہ قم سے جاکر شفا حاصل کرو۔ شربر نے انتہائی صبر و تحمل سے کام لیا۔

مجلس کے اختتام پر اپنے مددگار سے کہا کہ وہ اسے حرم حضرت معصومہ میں لے چلے تاکہ وہ دعا و زیارت سے مشرف ہو۔ عاشور کی شب تھی حضرت معصومہ کے روضۂ مبارک میں بالائے سر کی طرف آیا اور بڑے خضوع و خشوع اور گریہ زاری کے ساتھ دعا مانگی کہ اے معظمہ بی بی مکرمہ! میں ناتواں ہوں آپ کی ضریح اقدس سے اپنے سر اور گردن کو بوجہ مرض مس نہیں کر سکتا اور نہ پہنچ سکتا ہوں۔ آپ کے لطف و کرم و عنایت کا طلبگار ہوں۔ میں یہیں ہوں مرض سے نجات دلایئے۔

اتنی دیر میں شربر کی آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ کوئی اس سے مخاطب ہے اور کہہ رہا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا جواب ملا ہو سکتے ہو۔ کھڑے ہو جاؤ۔ اور ایک مکان کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ سید حسینؑ کا مکان ہے اس نے ہماری مجلس برپا کی ہے اس کو جاکر یہ خط دے دو۔

شربر نے اچانک دیکھا کہ وہ بغیر مددگار کے کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ

میں خط بھی ہے۔ خط کو شبر بر نے سید حسین تک پہنچایا اور کہا کہ میں ڈر گیا کہ اگر میں نے یہ خط نہ پہنچایا تو پھر میں درد میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ اس خط کے مضمون کو میں نے کسی کو نہیں دکھلایا۔ حتیٰ کہ آیت اللہ حائری کو بھی مطلع نہیں کیا۔

(زندگانی حضرتِ معصومہ قم ص ۴۵۔۴۶ ناصر الشریعہ)

(۶) علمائے بزرگ بیان فرماتے ہیں کہ گذشتہ زمانے میں ایک سید تھا جو اپنے پاؤں سے معذور تھا وہ بیٹھ کر چلتا تھا۔ پاؤں اس کے کمزور جسم سے ضعیف ولاغر تھا۔ حضرت معصومہ قم کے روضہ پر اپنی صحت وشفاء کے لیے متوسل ہوا۔

اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا اپنے برادر بزرگ حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ ضریح مطہر سے برآمد ہوئیں اور اپنے بھائی سے عرض کی کہ یہ شخص اپنے پاؤں کی شفایابی کے لیے آیا ہے۔ آپ بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائیں کہ یہ صحت مند ہو جائے۔ حضرت امام رضاؑ نے اپنا لعاب دہن اس کے پاؤں کو لگایا وہ ایک دم بیدار ہوا تو دیکھا کہ مرض ختم ہو چکا ہے اور پروردگار عالم نے حضرت معصومہ کی برکت سے اس کو صحت وعافیت دے دی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں اس شخص کو گھسٹتے ہوئے بیٹھ کر چلتے ہوئے کئی سال دیکھا اور صحت یابی کے بعد کھڑے ہو کر چلتے ہوئے دیکھا اور ملاقات کی۔

(۷) ایک عالم باعمل اور اہل عرفان بزرگ روشن ضمیر نے صالحین پرہیزگار سے ایک واقعہ بیان کیا کہ دور گذشتہ میں ایک رئیس جو تہائی ناقوہ با اثر تھا۔ بازار سودا ادھار خرید کر یہ کہہ کر چل دیتا کہ رقم بعد میں دوں گا یہ

(۹) آقائی فہیمی قم کے ایک بزرگ عالم باعمل گزرے ہیں یہ کرامت خود ان سے متعلق ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کے خاندان کی ایک عورت چند سال سے شدید بیمار ہو گئی۔ اس کو میں تہران لے گیا۔ تہران میں مہر اسپتال میں ڈاکٹروں سے معائنہ کرایا۔ معائنہ کرنے کے بعد ڈاکٹروں نے مرض کی تشخیص کر کے بتایا کہ ان کو (فیستول مُزمن) (فارسی زبان میں ایک بیماری کا نام ہے) اور کہا اس کا آپریشن ہوگا۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ان کی عزیزہ اس پر تیار نہیں ہوئی اور قم واپس آگئیں۔ اور یہاں ڈاکٹر بی فاطمہ سے آپریشن کرانے پر آمادہ ہو گئیں اور ان کے اسپتال میں ایک کمرہ لے لیا۔ معلوم ہوا کہ آپریشن تین دن کے بعد ہوگا۔ یہ آپریشن خاصہ پیچیدہ ہوتا ہے خصوصاً عورت کے لیے بہت دشوار ہے آقائی فہیمی کہتے ہیں کہ حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے معصومہ میں آپ کے در کا غلام ہوں اور میرا باپ بھی آپ کے در کا خادم ہے۔ آپ ہم غلاموں کی عزت ہیں اور یہ مریضہ بھی ہماری عزت ہے بس نہیں چاہتا کہ مریضہ کو ڈاکٹروں کی حالت پر چھوڑ دوں۔ عنایت و کرم کیجیے آپریشن کا دن آپہنچا ہے۔ جب آقائی فہیمی مریضہ کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ اب تو میری حالت بہتر ہے۔ آپ ڈاکٹروں کو ٹیلی فون کر دیں کہ ہمارا انتظار آپریشن کے لیے نہ کریں۔ ملنے کے وقت کہا کہ میری صحت بہتر ہو چکی ہے۔ مختصر یہ کہ ہم بھی عازم کربلا ہوئے اور ڈاکٹروں سے کہہ دیا کہ ہمارا سفر کرنے کا ارادہ ہے۔

ڈاکٹر نے کہا مریضہ کو نہ لے جانا کیونکہ سفر اس کے لیے نقصان دہ ہے دس روز ہی گزرے تھے کہ مریضہ نے بتایا کہ مجھے اب کوئی تکلیف باقی نہیں رہی۔ ہم کربلا چلے گئے اور چند ماہ گزر گئے اور اس وقت تک مرض کا کوئی اثر نہ تھا۔

(۱۰) مرحوم سید قربان حسین عابدی صاحب انجمن وظیفہ سادات المومنین اور تنظیم المکاتب پاکستان کی خدمات کے حوالے سے کراچی کے قومی حلقوں میں تعارف سے بے نیاز نہیں۔ مرحوم ایک دیندار اور نیک نفس انسان تھے آپ نے متعدد بار چہاردہ معصومین علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور حج کی سعادت بھی حاصل کی۔

مرحوم نے یہ واقعہ خود راقم الحروف سے بیان کیا کہ ان کے ایک صاحبزادے انتہائی بیمار تھے اور ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا تھا آپ اس بیمار بچے کو لے کر مشہد اور وہاں سے حضرت معصومہ قم کے روضۂ اقدس پر لے گئے۔ راستے میں بچے کی حالت مزید خراب ہوتی چلی گئی۔ مرحوم کہتے ہیں کہ میں نے بچے کو یہ کہہ کر حضرت معصومہ کی ضریح کے قدموں میں ڈال دیا کہ یہاں تک ہم اسے ہاتھوں پر لے کر آگئے ہیں اور یہاں سے قدموں پر چلا کر بھیجنا آپ کی ذمہ داری ہے۔

مرحوم کہتے ہیں کہ بچے کو لٹا کر میں اور میری بیوی نماز میں مشغول ہو گئے بچہ نڈھال تھا ہم نماز اذن دخول، نماز زیارت اور نماز حاجت وغیرہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو بچے کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور اس نے پانی مانگا۔ ہم نے حضرت معصومہ کی سبیل سے پانی لاکر دیا۔ چند دنوں کے قیام کے بعد بچہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

(۱۱) حضرت معصومہ قم کے ایک زائر نے بیان کیا کہ زمانہ شاہ میں روضہ کے گرد شیشے کی دیواریں نہ تھیں۔ میری بیوی عورتوں کی طرف بالکل کونے پر بیٹھی تھی کہ ایک زائر چلایا۔ میری رقم، میری رقم.... اور یہ کہہ کر وہ رونے لگا۔ زائرین نے بہت تلاش کیا مگر رقم نہ ملی۔ جب اس شخص سے رقم کی مالیت

دریافت کی تو اس نے یہ بھی نہ بتایا۔ ناگہاں صدر دروازہ سے ایک شخص نمودار ہوا اور اس نے جیب سے کچھ رقم نکال کر اس شخص کو دی۔ رقم دے کر وہ شخص عورتوں کے حصے کی طرف گیا اور غائب ہوگیا۔ وہ زائر کہتا ہے کہ مجھے سخت غصہ آیا کہ وہ شخص عورتوں کے حصے کی طرف کیوں گیا میں اس کے پیچھے پیچھے گیا لیکن آدمی کا نام ونشان بھی نہ ملا۔ میں نے اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ کیا کوئی آدمی عورتوں کی طرف آیا ہے اس نے کہا کہ میں دروازہ کے ساتھ بیٹھی ہوں یہاں سے کوئی مرد نہیں گزرا۔

اب مجھے شک ہوا میں نے اس آدمی سے پوچھا کہ تمہاری رقم تمہیں مل گئی اس نے کہا کہ مجھے میری پوری رقم مل گئی جتنی میری کھوئی تھی البتہ میرے نوٹ پرانے تھے اور یہ نئے تھے۔ لیکن اگر اس شخص کو میری رقم ملی ہوتی تو مجھے میرے ہی نوٹ واپس کرتا۔ پھر وہ شخص باہر سے آیا تھا اسے کیا معلوم کہ میری رقم گم ہوئی ہے اور پھر میں نے اس کے سامنے بیان بھی نہیں کیا کہ میری رقم گم ہوئی ہے اور پھر اچانک کہاں غائب ہوگیا اس واقعہ پر تمام زائرین حیران تھے کیونکہ زائر کہتا ہے کہ اس وقت مشکل سے بال میں بیس پچیس زائر موجود تھے۔

(۱۲) حرم حضرت معصومہ قم میں شب جمعہ دعائے کمیل کے اختتام پر ایک زائرہ جو دونوں پیروں سے معذور اور آنکھوں سے نابینا۔ بالکل صحت مند اور بینا ہوگئی۔

یہ خاتون جس کا نام "حوا" امرزی تھا دونوں پیروں سے معذور اور آنکھوں سے اندھی تھی رشت اور تہران کے اسپتالوں میں علاج کرا کرا کر مایوس ہوچکی تھی اور اسی ناامیدی اور مایوسی کے عالم میں آخری امید لیکر حضرت معصومہ قم کے حرم مطہر پر حاضر ہوئی اور یہ عہد لے کر آئی کہ اگر اسے شفا نہ

ہوئی تو اپنے وطن رشت واپس نہ جائے گی اور ساری زندگی حرم حضرت معصومہ قم پر گزار دے گی۔ لہٰذا اس نے شب جمعہ دعائے کمیل میں شرکت کے بعد حرم حضرت معصومہ میں بیٹھ کر نماز پڑھ کر دعاؤں میں مشغول ہو گئی۔ اور خوب گریہ کیا یہاں تک کہ روتے روتے اس کی آنکھ لگ گئی۔ نیند میں کیا دیکھتی ہے کہ ایک معظمہ اس پر گرم گرم پانی ڈال رہی ہیں، پانی کی سوزش سے وہ چونک کر اٹھی اور ایسا محسوس کرنے لگی کہ اس کے دونوں پیروں میں جان آگئی ہے۔ نیند سے بیدار ہوئی تو ہر طرف دیکھ سکتی تھی اور دونوں پیروں سے چل سکتی تھی۔ شفا پانے کے بعد ہزاروں کی تعداد میں موجود زائرین کے درمیان اللہ اکبر کہتی ہوئی آستانہ معصومہ قم کے متولی جناب حجۃ الاسلام مولائی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا واقعہ بیان کیا۔ یہ خبر سن کر آستانہ کی طرف سے زائرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

(بحوالہ روزنامہ رسالت ۱۳، فروری ۱۹۸۲ء)

حضرت معصومہ قم کی زیارت کے لیے بیرون شہر سے کچھ خواتین آئی ہوئی تھیں۔ ان خواتین کے ہمراہ ایک پیدائشی نابینا بچی تھی جس کی عمر تقریباً چھ سات سال تھی۔ خواتین اس بچی کو حضرت معصومہ کے حرم کے بارے میں بتاتی رہیں اور جب حرم کے اندر قبر اقدس کا حال بتا رہی تھیں تو لڑکی نے خوشی کی ایک چیخ ماری اور کہا کہ میں خود قبر معصومہ کو دیکھ رہی ہوں، اس معجزہ سے حرم میں موجود نقارے بجنے لگے جو معجزات صادر ہونے کے موقع پر مومنین کو آگاہی کے لیے بجائے جاتے ہیں۔

(روزنامہ رسالت ۱۴، جون ۱۹۹۰ء)

حضرت معصومہ کی کرامات پر کئی ضخیم کتابیں تحریر کی جا سکتی ہیں اور

انسانیت کی صحیح وسیدھی راہ سے پھر جاتے ہیں یا خدا پر یقین اور ایمان و اعتقاد سے منحرف ہو کر باطل کی طرف مائل و راغب ہو جاتے ہیں تو اس کا سبب دین کے حقیقی مدعا و مفہوم سے ناواقفیت، گمراہی کا ماحول اور باطل رجحانات ہیں۔ لہٰذا اس تہذیبی انتشار اور اخلاقی بحران کی وجہ سے انسان دین اور دینی فکر سے جدا ہو کر روحانیت سے دور اور مادیت کے جال میں پھنستا جا رہا ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے قائدین اور رہناؤں کے اسوہ حسنہ اور حیات طیبہ سے نئی نسل کو متعارف کرایا جائے۔ اور ان کے مزارات مقدسہ جہاں سے آج بھی روحانی فیوض و برکات کا سلسلہ جاری ہے۔

یہ مقاماتِ مقدسہ انسانی زندگی کی تطہیر و تعمیر کا موثر ترین ذریعہ ہیں اور یہ سفر روحانیت کے حوالہ سے وسیلۂ ظفر بھی بنتا ہے اور انسان کی زندگی میں انقلاب کا سبب بھی۔

حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہلبیت الطاہرینؑ کے مزارات مقدسہ کی زیارت ثواب بھی ہے روحانیتؑ دینداری میں اضافہ کا سبب بھی اور ان ذوات مقدسہ سے وفاداری کا اظہار بھی اور چونکہ ہمارے نزدیک خدا کی یہ برگزیدہ ہستیاں اور شہدا و صالحین زندہ ہیں لہٰذا ہم ان کی قبر مطہر کی زیارت کی غرض سے ہی نہیں جاتے بلکہ ان سے ملاقات، ان کے در پر جبیں سائی اور انہیں اپنا حال دل سنانے اپنے مسائل کے حل اور اپنی حاجات طلبی کے لیے جاتے ہیں اور اپنی حاجات و عبادات کو ان کی وساطت سے خدا کے حضور پیش کرتے ہیں اور ان سے سفارش و شفاعت کے امیدوار رہتے ہیں۔ ہم ان مزارات کا غیر معمولی احترام کرتے ہیں

اور اپنے عقیدت و محبت کے اظہار کے لیے پر شکوہ اور عظیم الشان عمارتیں
تعمیر کراتے ہیں۔ ہم یہ احترام و تعظیم و تکریم اپنے علماء و مجتہدین اور آئمہ الطاہرین
علیہم السلام کے طریقوں اور سفارشوں کے مطابق کرتے ہیں کیونکہ ان
حضرات نے ان مزارات کی زیارت کے لیے شیعوں کو بہت وصیتیں کی
ہیں اور اس کا خدا کے یہاں بڑا اجر ہے۔ اس عمل کو واجب عبادتوں کے بعد
بہترین عبادتیں اور خدا کے نزدیک ہونے کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔ آئمہ الطاہرین
اور ان کے خانوادہ کے مزارات کی زیارت مستحب ہے۔ علماء و مجتہدین ان
مزارات کے پہلو کو خدا کی طرف خالص توجہ دینے اور دعا کے قبول ہونے کے
لیے بہترین مقام بتاتے ہیں اور ان قبروں کی زیارات اور تعظیم آئمہ اطہار
علیہم السلام سے شیعوں کے عہد و فاداری کی تکمیل کرتی ہے۔

حضرت ثامن الآئمہ امام علی رضاؑ فرماتے ہیں۔

"لکل امامٍ عهداً فی عنق اولیائه وشیعة وان
من تمام الوفاء بالعهد وحسن الاداء زیارة قبورهم
فمن زارهم رغبة فی زیارتهم وتصدیقاً بما رغبوا
کان ائمتهم شفعاءهم یوم القیامة"

ہر امام سے اس کے دوستوں اور شیعوں کا ایک معاہدہ ہوتا ہے
انہیں کاموں میں سے جو معاہدے کو بخوبی تکمیل کرتے ہیں آئمہ اطہارؑ کے
مزارات کی زیارت بھی ہے جو شوق سے اماموں کے مزارات کی زیارت کرتا ہے
اور اس زیارت میں آئمہ الطاہرینؑ کے مقاصد کی طرف رجحان رکھتا ہے قیامت
کے دن آئمہ اطہار علیہم السلام اس کی بخشش کی سفارش کریں گے۔

(محمد بن قولویہ: کامل الزیارات ص ۱۲۲)

Presented by www.ziaraat.com

حضرت معصومہ قم کی زیارت کے فوائد

آپ اور آپ کے بھائی کی قبروں کی زیارت خاص اہمیت کی حامل ہے اس کے ضمن میں بہت سی دینی اور دنیوی فائدے حاصل ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) حضرت امام رضا علیہ السلام حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا اور ان کے شیعوں کے درمیان محبت کا تعلق پیدا ہوجاتا ہے اور عقیدتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۲) دلوں میں ان ذوات مقدسہ کی خوبیوں، اچھی عادتوں اور خدا کے لیے ان کے جہاد اور قربانیوں کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔

(۳) خاص طور پر مخصوص کے موقع پر وگرنہ سال بھر دنیا کے مختلف مقامات سے آئے ہوئے مسلمان اور خصوصاً مومنین کرام جب ان روضوں کے اطراف میں جمع ہوجاتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے واقف ہوجاتے ہیں باہمی محبت و اخوت میں اضافہ ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور مشترکہ مسائل کے حل کے لیے آپس میں مشورے کیے جاتے ہیں اور اس طریقے سے اجتماع کا حقیقی مقصد بھی پورا ہوتا ہے اور خدا کی فرمانبرداری اور اطاعت و بندگی اور اس کے احکامات کی بجا آوری کا جذبہ اور احساس بھی پیدا ہوتا ہے۔

(۴) عبادت میں اضافہ ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ زیارتوں کی بلیغ عبارتوں کے پردے میں جو اہلبیت علیہم السلام کی طرف سے ہم تک پہنچی ہیں توحید

کی حقیقت، اسلام کی طہارت اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی رسالت کا اقرار دہرایا جاتا ہے۔

(۵) اور جو کچھ ہر مسلمان پر فرض ہے مثلاً اعلیٰ اخلاقی اقدار، ایثار و قربانی
کا جذبہ، خدا کے حضور عاجزی نعمتوں اور بخششوں کی شکرگزاری زائرین
میں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے ان زیارتوں کا پڑھنا بھی وہی اثر رکھتا ہے
جو آئمہ اطہار علیہم السلام سے منقول دعائیں رکھتی ہیں۔

حضرت معصومہ قم کی زیارت کی فضیلت

(۱) حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کی زیارت کی فضیلت اور جلالت
احادیث سے بہت زیادہ ظاہر ہیں۔

جناب شیخ صدوقؒ نے بسند حسن جو صحیح کی طرح ہے میں سعد بن سعد
سے روایت کی ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے جناب فاطمہ بنت موسیٰ
کاظم علیہم السلام کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص حضرت معصومہ
کی زیارت کے لیے جائے تو اس کے لیے جنت ہوگی۔

(۲) حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص میری پھوپھی
جناب حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت قم میں کرے اس کے
لیے جنت ہوگی۔

(۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قم میں ہماری اولاد
میں سے فاطمہ نامی ایک ہستی داعیٔ اجل کو لبیک کہے گی۔

(۴) علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے علی بن ابراہیم اور انہوں نے اپنے والد

سعد اشعری قمی سے اور انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا!

"اے سعد تمہارے قریب ہی ہماری ایک قبر ہے میں نے عرض کی کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں کیا آپ جناب فاطمہ بنت موسیٰ الکاظم کی قبر کے بارے میں فرما رہے ہیں تو آپ نے فرمایا جو شخص ان کی معرفت رکھتے ہوئے زیارت کرے تو اس کے لیے بہشت ہوگی۔ جب تم ان کی قبر مبارک پر پہنچو تو سرہانے کی طرف قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہو جاؤ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور تینتیس دفعہ الحمد للہ پڑھے اور اس کے بعد یہ زیارت پڑھیں"۔ــــــ (زیارت کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیے)

(۵) شیخ عباس قمیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ سیدہ جلیلہ معظمہ حضرت فاطمہ بنت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جو کہ حضرت معصومہ قم کے لقب سے مشہور و معروف ہیں اور جن کا مزار شریف بلدۂ طیبہ قم میں واقع ہے اور جن کے لیے ایک بہترین گنبد طلائی اور ضریح نقرئی اور صحن بنایا گیا ہے اور بہت سے خدام اس روضہ مبارک میں موجود ہیں اور بہت سارے وقف اس کے لیے کیے جا چکے ہیں۔ یہ بارگاہ اہل قم کے لیے آنکھوں کا نور اور مرجع خاص و عام ہے اور پورا سال لوگ دور دراز سے سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے اور تعصب سفر جھیل کر ان معظمہ مکرمہ کے روضہ کی زیارت سے درک فیوضات کرنے آتے ہیں۔

(۶) اہل رے کے باشندوں کا ایک گروہ حضرت صادق آل محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ مولا ہم رے کے رہنے والے

ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ مرحبا ہو ہمارے قم کے بھائیوں کے لیے!

اس گروہ نے دوسری بار کہا کہ مولا ہم رے کے رہنے والے ہیں آپ نے دوسری مرتبہ فرمایا مرحبا ہمارے بھائی اہل قم کے لیے۔ اس جماعت نے تیسری مرتبہ جب یہی بات کی تو حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ کے لیے ایک حرم ہے اور وہ مکہ ہے اور رسولؐ خدا کا حرم مدینہ ہے اور امیرالمومنینؑ کا حرم کوفہ ہے اور ہم اہلبیت کا حرم شہر قم ہے۔ عنقریب اس شہر میں میری اولاد میں سے ایک جس کا نام فاطمہ ہوگا۔ جو شخص اس کی زیارت کرے گا جنت اس پہ واجب ہوگی۔ راوی کا کہنا ہے کہ جب حضرت یہ ارشاد فرما رہے تھے اس وقت تک آپ کے فرزند حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پیدا نہیں ہوئے تھے۔

(زندگانی حضرت معصومہ قم و تاریخ قم ص۲۴ - ۳۲ مصنف مہدی صحتی)

(۷) علامہ قاضی نور اللہ شوستری شہید ثالث علیہ الرحمۃ نے مجالس المومنین جلد اول میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا "آگاہ رہو کہ خدا کا حرم مکہ، رسولؐ خدا کا حرم مدینہ ہے اور امیرالمومنین کا حرم کوفہ ہے۔ آگاہ رہو کہ میرا حرم اور میری اولاد کا حرم میرے بعد قم ہے آگاہ رہو کہ قم کوفہ صغیر ہے اور بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے تین دروازے قم کی طرف کھلتے ہیں اور قم میں میری اولاد میں سے ایک خاتون وفات پائے گی اور اس کا نام فاطمہ بنت موسیٰ کاظم ہے کہ جس کی شفاعت سے تمام شیعہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

(زندگانی معصومہ قم و تاریخ قم مہدی صحتی)

(منتہی الاعمال صفحہ ۱۳)

کی زیارت کی سعادت و شرف حاصل ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام و
حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں دس بار حاضری و جبیں سائی
کا فخر حاصل ہے۔ ایک سرکاری ملازم جو حق حلال کی روزی کمانے اور کھانے
پر یقین رکھتا اور کثیر العیال ہونے کے باوجود اس پر سختی سے کاربند ہو اس
کے لیے ہر سال زیارات پر جانا ناممکن ہے لیکن خدا گواہ ہے کہ اس سفر کے
لیے اکثر غیب سے بھی مدد ہوتی رہی اور ان زیارات کے سفر پر بہت سے
معجزات کا ذاتی مشاہدہ بھی کیا اور اکثر قرض لے کر بھی اس فرض کو ادا کیا جاسکتا
ہے کہ علماء کے نزدیک زیارت مستحب ہو۔ لیکن آج کے حالات اور میرے
عقیدے کے مطابق یہ واجب ہے اور مال تو مال جان کے خوف سے بھی زیارت
ترک نہیں کرنی چاہیئے۔ کچھ لوگوں کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ کیا یہاں مولا ہمارے
حال سے غافل ہیں اور کیا وہ ہماری دعا یہاں نہیں سن سکتے تو بے شک وہ
ہمارے حال سے واقف ہیں۔ لیکن جو حال دل مولا کے سامنے بیان کرنے میں
مزہ آتا ہے وہ دور سے بیان کرنے میں نہیں آتا کیونکہ ہم اپنے ان رہنماؤں
اور آقاؤں کو زندہ جاوید سمجھتے ہیں۔ اور جب ہم نماز و تلاوت قرآن و دُعا و
زیارت کے بعد بھیگی ہوئی پلکوں اور دل کی گہرائیوں سے اپنی پریشانی بیان
کرتے ہیں تو وہ منظر ہی کچھ اور ہوتا ہے اور جس کا اظہار لفظوں میں ممکن
نہیں اور پھر ہم اکیلے اس بارگاہ میں نہیں ہوتے بلکہ جن و ملائک بھی اپنے
مسائل لے کر ان درباروں میں جبیں سائی کرتے ہیں اور پھر ہمارے زمانے
کے امام حضرت قائم آل محمد علیہ السلام عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف بھی اپنے
بزرگوں کی قبر مطہر کی زیارت کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ پھر جن و ملائک کی اپنے
زمانہ کے امام کے ساتھ ان بارگاہوں میں حاضری کتنی بڑی سعادت و شرف

ہے۔ اگر زیارت کا سفر قرض لے کر بھی کیا جائے تو اس کی ادائیگی کی ذمہ داری خود آئمہ الطاہرین کے ذمّے ہوتی ہے۔ بشرطیکہ مانگنے کا سلیقہ آتا ہو اور دل کا آئینہ صاف ہو تو اس در سے کیا نہیں ملتا بڑا بدنصیب ہے وہ شخص جو اس بارگاہ سے خالی ہاتھ واپس چلا جائے۔

آدابِ زیارت

سوائے مظلوم کربلا سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے باقی تمام زیارتوں کے لیے خوشبو لگا کر جائے۔ سفرِ زیارت پر جانے سے پہلے غسل کر کے نئے یا دھلے ہوئے کپڑے زیب تن کر کے خوشبو لگائے، راستے میں بیہودہ، لغو اور دنیاوی باتوں سے پرہیز کرے۔ راستے میں تسبیح حضرت فاطمہ پڑھتا ہوا جائے۔

آپ کی قبر مطہر کی زیارت محل فیض اور برکت نزول رحمت اللہ اور عنایت خداوندی ہے۔ علماء کرام نے آپ کی زیارت کو مستحب فرمایا ہے، آپ کا روضۂ مبارک مستضعفین و محرومین و عاجزین و مظلومین کے لیے پناہ گاہ اور پریشان حال اور دکھی انسانوں کے لیے تسلی کا باعث ہے اور تا قیامت اس بارگاہ سے رحمت حق کا نزول ہوتا رہے گا اور مرادیں پوری ہوتی رہیں گی۔ اکثر آپ کی قبرِ مطہر سے معجزات اور خارق عادات دیکھے گئے ہیں۔ آپ کی بارگاہ تمام مخلوق و مومنین اور خصوصاً اہل قم کے لیے پناہ گاہ ہے۔

حضرت معصومہ کی زیارت سے پہلے دو رکعت نماز اذن دخول اور دو رکعت نماز زیارت حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا بجا لائے پھر زیارت

سے قبل اذن دخول پڑھ کر اور داخلہ رواق کی دُعا پڑھ کر جب قبر مطہر
کے نزدیک پہنچیں آپ کی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر یا سر مبارک کا اندازہ
کر کے ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہکر
آپ کی زیارت پڑھے۔ اکثر زائرین کے ہجوم میں بالائے سر کھڑا ہونا ممکن نہیں
ہوتا تو دور سے بھی سر مبارک کا اندازہ کر کے یا صرف نیت کر کے بھی پڑھ سکتا
ہے۔ زیارت اگلے صفحات میں تحریر ہے۔

آپ کے حرم مطہر میں عبادت و تلاوت قرآن اور تسبیح و تہلیل کا
ثواب بہت زیادہ ہے، بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں یہ زیارت
نصیب ہوتی ہے لہٰذا ہمیں حرم معصومہ میں اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں
اعزا و اقرباء و احباب کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ان کی طرف سے بھی
نماز زیارت و زیارت پڑھنی چاہیئے اور اپنے ان بزرگوں کی طرف سے بھی
جو اس دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ میں نے خود محدث فقہ جعفریہ حضرت
آیت اللہ شیخ شبیر نجفی مدظلہ العالی دامت برکاتہم سے سنا ہے جب کوئی
مومن زیارت کے لیے جاتا ہے تو اس کے مرحومین فخر کرتے ہیں اور ان مرحومین
کی ارواح ایک دوسرے کو مبارکباد دیتی ہیں۔

حضرت آیت اللہ شیخ شبیر نجفی سے یہ روایت بھی سنی ہے کہ سفر زیارت
میں معصوم بچوں کو ہمراہ لانے سے زیارت قبول ہوتی ہے لہٰذا ہمیں چاہیئے
کہ ہم اپنے بچوں کو زیارت پر لے کر جائیں تاکہ نہ صرف ہماری زیارت قبول
ہو بلکہ ان بچوں کے معصوم دلوں میں ان ذوات مقدسہ کی عزت و عظمت
میں اضافہ ہو اور ان میں ذوق عبادت و شوق زیارت پیدا ہو اور انہیں بچپن
ہی سے آداب عبادت کا علم ہو سکے۔ حضرت آیت اللہ شیخ شبیر نجفی دام مجدہٗ

نے ایک دن شیخ خزعاعلی میں بیان فرمایا کہ کوئی شخص   ان مقدس ہستیوں کے بلاوے کے بغیر نہیں آسکتا۔ یہ بارگاہ دنیا میں جنت کی ایک مثال ہے جس طرح جنت میں یہ منظر دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی فرشتہ قیام میں ہے کوئی قعود میں، کوئی رکوع میں، کوئی سجدہ میں، کوئی خدا کی حمد و ثنا کر رہا ہے کوئی تسبیح و تہلیل، اسی طرح اس حرم میں کوئی تلاوت قرآن حکیم کر رہا ہے کوئی رکوع میں ہے کوئی سجود میں، کوئی حمد و ثنا کر رہا ہے کوئی مناجات کوئی دعا مانگ رہا ہے، کوئی تسبیح و تہلیل، لیکن جو چیز اس حرم کو جنت سے زیادہ ممتاز کر رہی ہے وہ ذکر حسین ہے حرم میں کہیں مجلس برپا ہے کہیں ماتم، کہیں ہائے حسینؑ کی آواز آرہی ہے کہیں اشکوں کا نذرانہ پیش کیا جا رہا ہے اس حرم میں ذکر حسینؑ کا بڑا ثواب ہے کیونکہ جن کا یہ حرم ہے ان کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش و آرزو اپنے جد حسین مظلوم کا تذکرہ تھا۔ آپ کتنے خوش نصیب ہیں جو ان ذواتِ مقدسہ کی خواہشوں کی تکمیل کر رہے ہیں یہ کائنات کے محسن ہیں، یہ انسانیت کے محسن ہیں یہ ہمارے محسن ہیں یہ اس احسان کے بدلے میں جو آپ ذکر حسین کی وساطت و حوالے سے فرما رہے ہیں جو کچھ بھی آپ دے دیں کم ہے۔ دُعا بوقتِ گریہ جو مانگنا ہے مانگ لیجئے۔"

اذن دخول

بِإِذْنِ اللهِ وَإِذْنِ رَسُوْلِهٖ وَإِذْنِ خُلَفَائِهٖ أَدْخُلُ هٰذَا
الْبَيْتَ فَكُوْنُوْا مَلَائِكَةَ اللهِ أَعْوَانِيْ وَكُوْنُوْا أَنْصَارِيْ
حَتّٰى أَدْخُلَ هٰذِهِ الرَّوْضَةَ الْمُبَارَكَةَ وَأَدْعُوَ اللهَ
بِفُنُوْنِ الدَّعَوَاتِ وَأَعْتَرِفُ اللهِ بِالْعُبُوْدِيَّةِ وَلِلنَّبِيِّ
وَالْأَئِمَّةِ بِالطَّاعَةِ رَبِّ أَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ
وَأَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا
نَّصِيْرًا

داخلہ رواق

بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جب حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کی قبر مبارک کے نزدیک آپ
پہنچیں تو آپ کے سر مبارک کے قریب رو بقبلہ کھڑے ہو کر ۳۴ مرتبہ اللہ
اکبر، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہہ کر مندرجہ ذیل زیارت پڑھیں

اَلسَّلَامُ عَلٰی آدَمَ صِفْوَةِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلٰی نُوحٍ
نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلٰی اِبْرٰهِيمَ خَلِيلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلٰی مُوسٰی كَلِيمِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلٰی عِيسٰی رُوحِ
اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
صَفِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ
خَاتَمَ النَّبِيِّينَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ وَصِيَّ رَسُولِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةُ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكُمَا يَا سِبْطَيْ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَسَيِّدَيْ شَبَابِ
اَهْلِ الْجَنَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَلِيَّ بْنَ
الْحُسَيْنِ سَيِّدَ الْعَابِدِينَ وَقُرَّةَ عَيْنِ النَّاظِرِينَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ بَاقِرَ الْعِلْمِ
بَعْدَ النَّبِيِّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ

الصَّادِقِ الْبَارِّ الْاَمِيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مُوسٰى
بْنَ جَعْفَرِ الطَّاهِرَ الطُّهْرَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
يَا عَلِيَّ بْنَ مُوسَى الرِّضَا الْمُرْتَضٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ التَّقِيَّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَلِيَّ
بْنَ مُحَمَّدِ النَّقِيَّ النَّاصِحَ الْاَمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
يَا حَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ اَلسَّلَامُ عَلَى الْوَصِيِّ مِنْ
بَعْدِهٖ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نُوْرِكَ وَسِرَاجِكَ
وَوَلِيِّ وَلِيِّكَ وَوَصِيِّ وَصِيِّكَ وَحُجَّتِكَ
عَلٰى خَلْقِكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ فَاطِمَةَ وَخَدِيْجَةَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ وَلِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكِ يَا اُخْتَ وَلِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
يَا عَمَّةَ وَلِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ مُوسٰى
بْنِ جَعْفَرٍ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكِ عَرَّفَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ فِي الْجَنَّةِ وَ
حَشَرَنَا فِيْ زُمْرَتِكُمْ وَاَوْرَدَنَا حَوْضَ نَبِيِّكُمْ وَسَقَانَا
بِكَاْسِ جَدِّكُمْ مِنْ يَدِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ
صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اَسْئَلُ اللّٰهَ اَنْ يُرِيَنَا فِيْكُمُ
السُّرُوْرَ وَالْفَرَجَ وَاَنْ يَجْمَعَنَا وَاِيَّاكُمْ فِيْ

زُمْرَةِ جَدِّكُمْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَ
اَنْ لَا يَسْلُبَنَا مَعْرِفَتَكُمْ اِنَّهٗ وَلِيٌّ قَدِيْرٌ اَتَقَرَّبُ
اِلَى اللّٰهِ بِحُبِّكُمْ وَالْبَرَآئَةِ مِنْ اَعْدَائِكُمْ وَ
التَّسْلِيْمِ اِلَى اللّٰهِ رَاضِيًا بِهٖ غَيْرَ مُنْكِرٍ وَّلَا
مُسْتَكْبِرٍ وَعَلٰى يَقِيْنِ مَا اَتٰى بِهٖ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ
رَاضٍ نَطْلُبُ بِذٰلِكَ وَجْهَكَ يَا سَيِّدِيْ
اَللّٰهُمَّ وَرِضَاكَ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ يَا فَاطِمَةُ
اِشْفَعِيْ لِيْ فِي الْجَنَّةِ فَاِنَّ لَكِ عِنْدَ اللّٰهِ شَاْنًا
مِنَ الشَّاْنِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَخْتِمَ
لِيْ بِالسَّعَادَةِ فَلَا تَسْلُبْ مِنِّيْ مَا اَنَا فِيْهِ وَ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لَنَا وَتَقَبَّلْهُ بِكَرَمِكَ وَ
عِزَّتِكَ وَبِرَحْمَتِكَ وَعَافِيَتِكَ وَصَلَّى اللّٰهُ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ
تَسْلِيْمًا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

Presented by www.ziaraat.com

سلام ہو آدم صفی اللہ پر، سلام ہو نوح نبی اللہ پر
سلام ہو ابراہیم خلیل اللہ پر سلام ہو موسیٰ
کلیم اللہ پر سلام ہو عیسیٰ روح اللہ پر
سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ سلام ہو آپ
پر اے افضل مخلوق خدا۔ سلام ہو آپ پر
اے برگزیدہ خدا : سلام ہو آپ پر یا محمد ابن عبداللہ
خاتم النبین ، سلام ہو آپ پر اے امیر المؤمنین
علی ابن ابی طالب وصی رسول اللہ سلام ہو
آپ پر یا فاطمہ زہرا سیدۂ نساء العالمین سلام ہو
آپ پر ہمارا سلام ہو اے نواسہ رسول اے سرداران
نوجوان جنت ، سلام ہو آپ پر یا علی ابن حسین
سید العابدین اور خنکی چشم اہل بصیرت
سلام ہو آپ پر محمد بن علی باقر ناشر علوم پیغمبر
بعد پیغمبر اسلام ، سلام ہو آپ پر یا جعفر ابن محمد
صادق و آمین و نیکوکار۔ سلام ہو آپ پر اے موسیٰ
ابن جعفر طاہر و مطہر ، سلام ہو آپ پر اے
علی ابن موسیٰ رضا کہ آپ کا نام ہی رضا ہے سلام
ہو آپ پر یا محمد بن علی تقی۔ سلام ہو آپ پر یا
محمد نقی خیر خواہ امت محمدی و امین اسرار معبودی سلام
ہو آپ پر یا حسن بن علی اور اے بعد حسن عسکری
اے میرے پروردگار صلوٰۃ و سلام ہو ان کے نور پاک پر کہ

ان کی ولایت و حمایت و حجت کے ذریعے تو نے
خلقت پر سارے راستے روشن و منور کر دیئے. سلام
ہو آپ پر اے بنت رسول اللہ اے بنت فاطمہ و خدیجہ
سلام ہو آپ پر اے بنت امیر المومنین سلام
ہو آپ پر اے بنتِ حسن و حسین. سلام
ہو آپ پر اے بنت ولی اللہ، سلام ہو آپ
پر اے خواہر ولی اللہ. سلام ہو آپ پر اے ولی خدا
کی پھوپھی، سلام ہو آپ پر اے بنتِ موسیٰ بن
جعفر آپ پر خدا کی رحمت و برکت ہو، سلام ہو
آپ پر کہ پروردگار عالم جنت میں ہمیں آپ کا ہمنشین بنائے
اور محشر میں آپ کے ساتھ محشور فرمائے اور حوض کوثر پر آپ
کے جد علی ابن ابی طالب کے ہاتھوں جام کوثر سے سیراب
کرے آپ پر درود و سلام ہو کہ ہم خدا سے بس یہی دعا کرتے
ہیں کہ ظہور امام عصر میں آپ کی خوشیوں کے دیکھنے کا موقع
عطا فرمائے اور روز محشر مجھے قرمائے اور آپ
کے جد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گروہ میں شمار کرے
اور آپ کی معرفت ہم سے سلب نہ کرے کیونکہ وہ صاحب
اختیار و قدرت ہے. ہمیں آپ کی قربت آپکے دشمنوں سے
برآت. خدا کی عبادت، اس کی مرضی. کبر و نخوت سے دوری
اور محمد مصطفیٰ پر نازل شدہ تمام چیزوں پر بہ رغبت رضا
ور خبت و یقین کے اقرار کے ذریعہ توبہ الہی کے جو یا ہے

اے میرے اللہ تیری رضا اور آخرت کی بھلائی کے طالب ہیں۔
اے فاطمہ ہم آپ سے شفاعت اور جنت کے طلب گار ہیں۔ کیونکہ آپ کا خدا کے نزدیک بڑا مقام ہے۔
اے خدایا تجھ سے ہماری یہی دعا ہے کہ ہمارا انجام بخیر فرما اور جو عنایت فرمایا ہے اسے سلب نہ فرما۔
تیری قدرت ہمہ گیر اور تیرا تسلط محیط ہے۔ اے میرے پروردگار تجھے تیرے کرم، عزت و رحمت و عافیت کا واسطہ ہماری دعاؤں کو مستجاب فرما ہمارا اسلام ہو۔ محمد و آلِ محمد اور ان کے اہلبیت اجمعین پر اور سلام ہو جو سلام کا حق ہے چونکہ تو ارحم الراحمین ہے۔

شہر قم پر ایک نگاہ

قم ـــــ مکہ و مدینہ و نجف و کربلا و کاظمین و خراساں و سامرا کی طرح بابرکت و باعظمت شہر۔

قم ـــــ وہ مقدس سرزمین جس کی آغوش میں پارہ جگر حضرتِ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام محو استراحت ہیں۔

قم ـــــ نور نظر جناب نجمہ ام البنین کی آخری آرام گاہ۔

قم ـــــ ثامن الائمہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی ہمشیرہ کا پیارا وطن۔

قم ـــــ شہر فضیلت و عظمت

قم ـــــ جہاں بشریت کی رہنمائی کی زندہ علامت

قم ـــــ وہ شہر جس کی زیارت عبادت ہے۔

قم ـــــ وہ شہر جس کی خاک سرمۂ بصیرت ہے۔

قم ـــــ جہاں محبت و عقیدت اور ارادت و مودت کے چشمے بہتے ہیں۔

قم ـــــ وہ مقدس شہر جہاں جن و ملک پے درود و سلام آتے ہیں۔

قم ـــــ وہ متبرک شہر وہ عظیم بارگاہ جہاں ہمارے زمانے کے

امام حضرت قائم آلِ محمد علیہ السلام عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف زیارت کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

قم ___ تاریخ عالم کے ملبے پر ایک زندہ جاوید شہر۔

قم ___ وقت کے دہکتے سورج پر خنکی کا ایک احساس۔

قم ___ صحرائے تشنگی میں ابر رواں کی صورت ہے۔

قم ___ خطہ زمین پر جنت نظیر مگر جہاں پہنچ کر انسان اندیشہ سود و زیاں سے دور ہو جاتا ہے۔

قم ___ جہاں انسان فکر افراد اور غم امروز سے بے نیاز ہو کر اور اپنی ذات کے حصار سے نکل حرم معصومہ کے در پر اپنا سر رکھ کر معراج پاتا ہے اور دنیا کے غم بھلا کر دین کی طرف دھیان دیتا ہے۔

قم ___ وہ قطعہ اراضی جس کی فضاؤں میں نجف کی طرح علم بسا ہوا ہے۔

قم ___ جہاں کے علماء و مجتہدین و فقہا کے تقویٰ و تقدس پر زمین کو فخر اور آسمان کو رشک ہے۔

قم ___ کتابوں سے بھری پری کائنات ہے۔

قم ___ جہاں عظمت فکر کے انداز عیاں ہے۔

قم ___ جہاں سے آج بھی اتحاد بین المسلمین کا پیغام دیا جا رہا ہے

قم ___ جہاں تقدیریں بدلتی ہیں۔

قم ___ جہاں دعائیں مستجاب اور عبادت قبول ہوتی ہے۔

قم ___ جہاں نابینا بینا اور معذور و مجبور مختار بن جاتے ہیں۔

قم ___ جہاں مریضوں کو شفا مایوسوں کو آس اور ٹوٹے دلوں کو ڈھارس ملتی ہے۔

قم ___ جہاں سوز دعا بے ساز اثر ہے۔

قم ___ جہاں اشک گوہر اور خواب تعبیر بن جاتے ہیں۔

قم ___ وہ شہر جس سے عظمت شاہی لرز گئی۔

قم ___ انقلاب اسلامی کا منبع وسرچشمہ

قم ___ خمینی بت شکن کا شہر اس مرد قلندر کا شہر جس نے پائے بے نعلین سے تاج شاہی کو ہمیشہ کے لئے روند ڈالا۔

قم ___ عزم و ہمت، جرات و بہادری اور استقلال و پامردی کا شہر۔

قم ___ جہاں کے مومنین نے احقاق اور ابطال باطل کے لئے ایک عظیم الشان جہاد کیا۔

قم ___ آل محمد کا شہر

قم ___ شیعیان حیدر کرار کا شہر

قم ___ حسینؑ کے عزاداروں کا شہر

قم ___ علوم ربانی اور احکامات دینی کا مرکز

قم ___ عالم اسلام کا دل

قم ___ وہ شہر جس کے متعلق امام صادق نے فرمایا اہالیان قم پر اللہ کا سلام ہو اور خدا ان کے شہروں کو باران رحمت سے سیراب کرے۔

قم ___ وہ مقدس سرزمین جس میں حضرت موسیٰ مبرقع کی قبر اطہر

ہے جہاں مسجد جمکران و جبل اختراں ہے جہاں سینکڑوں امام زادگان و سیدزادیاں سکون کی نیند سو رہی ہیں

قم ـــــ تجھ پر میرا سلام ہو دنیا کے تمام مومنین کا سلام ہو تجھ پر خدا کا فضل ہو تجھ ائمہ الطاہرین کی طرف سے رحمتیں نازل ہوں۔

شہر قم کی عظمت و فضیلت اہل بیت طاہرین کی نگاہ میں

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سلام خدا کا اہل قم پر اور رحمت خدا کی اہل قم پر۔ خدا ان کے شہروں کو باران رحمت سے سیراب کرے اور ان پر برکتیں نازل فرمائے پس ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے وہ لوگ رکوع کرنے والے، خدا سے ڈرنے والے، سجدہ کرنے والے، عبادت میں کھڑے ہونے والے اور روزے رکھنے والے ہیں۔ وہ لوگ علم فقہ کے جاننے والے اور علما اور صاحب فہم ہیں وہی لوگ اہل دین اور اہل ولایت اور اہل عبادت اور اچھی عبادت کرنے والے ہیں صلوٰۃ ان پر رحمتیں اور برکتیں ان پر نازل ہو

(حوالہ۔ مجالس المومنین حضرت شہید ثالث جلد اول)

۲۔ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آگاہ ہو کہ خدا کے لیۓ ایک حرم ہے اور وہ مکہ ہے اور آگاہ ہو کہ یقیناً رسولؐ کے لیۓ ایک حرم ہے اور وہ مدینہ ہے اور آگاہ ہو کہ بتحقیق امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے لیۓ ایک حرم ہے اور وہ کوفہ ہے اور آگاہ ہو کہ میرا اور میری اولاد کا حرم میرے بعد قم ہے اور قم چھوٹا کوفہ ہے۔ آگاہ ہو کہ یقیناً جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے تین قم کی طرف ہیں اس شہر میں ایک عورت میری اولاد سے انتقال کرے گی جس کا نام فاطمہ بنتِ موسیٰ ہو گا جس کی شفاعت سے میرے شیعہ جنت میں داخل ہوں گے۔

(مجالس المومنین حضرت شہید ثالث علیہ الرحمہ جلد اوّل)

شہر قم کی عظمت و فضیلت کے بارے میں آئمہ الطاہرین علیہم السلام کے بے شمار اقوال ہیں جن میں سے دو اقوال ہم اوپر پیش کر چکے ہیں اور مزید چند آئمہ طاہرین علیہ السلام کے اقوال آپ کے مطالعہ کے لیۓ ہدیہ ہیں تاکہ شہر قم کی اہمیت، حیثیت، عظمت و شرف و فضیلت کو سمجھ سکیں کیونکہ اس شہر کو یہ فضیلت متعدد وجوہات کی بناء پر حاصل ہے اور اس میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں حضرت فاطمہ معصومہ قم کی قبر مطہر ہے۔

۳۔ مولائے متقیان سر اللہ العالمین امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قم آل محمد کا مرکز سکون اور شیعوں کا ملجا و ماویٰ ہے

(چودہ ستارے صفحہ ۴۶۹)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک زمانے میں

کوفہ (نجف) مومنین سے خالی ہو جائے گا اور وہاں علم و دانش کے چرچے اس طرح غائب ہو جائیں گے جس طرح سانپ اپنے بل میں گھس کر غائب ہو جاتا ہے پھر یہ علم اس شہر میں ظاہر ہو گا جس کو قم کہتے ہیں وہاں علم کا بڑا شہرہ ہو گا اور وہ شہر علم و فضل کا شہر قرار پائے گا۔

(زندگانی معصومہ قم ص ۱۰۔ زندگانی معصومہ و تاریخ قم ص ۷)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب دنیا میں چاروں طرف شر انگیزیاں پھیل جائیں گی اور دنیا برائی سے بھر جائے گی تو تم شہر قم اور اس کے نواح میں آباد ہو جانا کیونکہ شہر قم سے بلائیں اور برائیاں بہت دور رہیں گی۔

(زندگانی معصومہ قم و تاریخ قم ص ۱۷/۱۸)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ قم کا نام اس لئے "قم" رکھا گیا ہے کہ اہل قم حضرت قائم آل محمد (عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے ساتھ قیام کریں گے اور استقامت کے ساتھ نصرت کریں گے۔

(زندگانی معصومہ قم مہدی صحفی)

۷۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا "قم آل محمد کی پناہ گاہ اور ہماری پیروی کرنے والوں کے لئے امن و امان کی جگہ ہے لیکن ان میں سے نوجوانوں کا ایک گروہ ہلاک ہو جائے گا اپنے آباء و اجداد کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے ان کی منزلت گھٹانے کی بنا پر اور اپنے بزرگوں کا تمسخر اڑانے کی وجہ سے مگر ان سب باتوں کے باوجود خداوند عالم دشمنوں کے شر اور برائی سے ان (اہل قم) سے دور رکھے گا۔

۸۔ حضرت امام رضا علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے

ہیں ان آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ قم میں ہے قم کے باشندے قابل مبارک باد ہیں۔ ان کلمات کو حضرت نے تین بار ارشاد فرمایا۔

۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے " بلاشک شہر مقدس قم پر ایک فرشتہ معمور ہے اور قم کے اوپر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہے کوئی ظالم یا سرکش قم کی طرف بدنیتی یا غلط ارادہ کرے گا تو خداوند عالم اسے اس طرح نیست و نابود کرے گا جس طرح پانی کے اندر نمک پگھل کر نیست و نابود ہو جاتا ہے اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا!

اہالیان قم پر اللہ کا سلام ہو اور خدا ان کے شہروں کو باران رحمت سے سیراب کرے اور اپنے برکات اہل قم پر نازل فرمائے اور اللہ ان کے گناہ نیکیوں میں بدل دے قم کے لوگ رکوع و سجود و قیام و قعود والے ہیں اور فقہاء علماء و اہل علم و محدثین و مجتہدین۔ اہل عبادات دین مبین اسلام کے حامی ہیں۔

۱۰۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ساری دنیا میں فتنہ و فساد پھیل جائے تو قم میں پناہ لو کیونکہ بلائیں قم سے دور رہیں گی۔

۱۱۔ حضرات آئمۃ الطاہرین علیہم السلام سے روایت ہے کہ اگر تم اہل قم نہ ہوتے تو دین ضائع ہو جاتا۔

۱۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ " قم کی مٹی مقدس ہے اور اس کے باشندے ہم میں سے اور ہم ان میں سے ہیں۔ جو دشمن قم کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے گا وہ داخل جہنم ہو گا قم ہمارا اور ہمارے شیعوں کا شہر ہے پاک و پاکیزہ و مقدس ہے اور ہمارے قائم (امام مہدیؑ)

کی مدد کرنے والے اور ہمارے حق کو پہچاننے والے ہیں۔

۱۳۔ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اہل قم کا سب حساب و کتاب قبر میں ہی ہوگا۔ اور وہیں سے وہ جنت میں چلے جائیں گے۔

۱۴۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اہل قم کا حساب و کتاب نہ ہوگا وہ یونہی جنت میں چلے جائیں گے۔

۱۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت ہے کہ عنقریب ایک زمانہ آنے والا ہے کہ قم اور اس کے باشندے کائنات پر خدا کی حجت ہوں گے اور یہ زمانہ غیبت امام آخر الزمان میں آئے گا اور اگر ایسا نہ ہوگا تو زمین پانی میں ڈوب جائے گی۔ (چودہ ستارے صہ ۴۷۰)

۱۶۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اہالیان قم میں سے ایک مرد اٹھے گا اور لوگوں کو حق کی طرف دعوت دے گا اس کا ساتھ دینے والے ایسے جوانمرد ہوں گے جو لوہے کی دیوار جیسے مضبوط و مستحکم ہوں گے اور دنیا کے تیز طوفان بھی ان کو اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکیں گے اور یہ کبھی اللہ کی راہ میں جنگ سے تھکاوٹ محسوس نہیں کریں گے اور کسی بڑی سے بڑی طاقت سے مرعوب نہیں ہوں گے اور صرف اللہ پر توکل و اعتماد کریں گے اور عاقبت تو نیکو کاروں کے لئے ہے اور بہترین توشہ آخرت و تقویٰ ہے (زندگانی معصومہ قم صہ ۲۴)

شہر قم کی عظمت کا اندازہ اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ مسجد جمکران یہاں واقع ہے۔ جہاں ہر شب بدھ حضرت امام زمانہ علیہ السلام تشریف لاتے ہیں علاوہ ازیں حضرت امام زمانہ حضرت معصومہ قم کی زیارت کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

حضرت معصومہ کی عظمت اور آپ سے علماء و مجتہدین کی عقیدت کا اندازہ مرجع عالیقدر حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقای شہاب الدین مرعشی نجفی اعلیٰ اللہ مقامہ کے وصیت نامہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

" اور میں ان کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے جنازے کو میری سیدہ فاطمہ معصومہ کی قبر کے سامنے رکھ کر کسی ذاکر کو کہیں کہ وہاں حضرت امام حسین علیہ السلام مظلوم کا اپنے اہل بیت سے وداع کرنے کا ذکر مصائب پڑھے اور اسی طرح میرا جنازہ میرے اس امام بارگاہ میں بھی لے جائیں جس کو میں نے ماتم کے لئے بنوایا اور وہاں بھی ذکر الوداع کا مصائب پڑھا جائے اس طرح جب میری میت کو میری قبر میں اتارا جائے جو کہ میرے مکتبہ عومی کے پاس اور دروازہ حرم معصومہ کے قریب ہے وہاں بھی ذکر مصائب پڑھا جائے اور اگر مجھے قم سے باہر بھی موت آجائے تو میرے جنازہ کو قم میں لا کر دفن کیا جائے۔

شہر قم کی عظمت وفضیلت علماء کرام کی نگاہ میں

گذشتہ صفحات میں ہم نے شہر قم کی عظمت وفضیلت کے متعلق آئمۃ الطاہرین علیہم السلام کے چند اقوال پیش کئے تھے یہاں ہم چند علماء کرام اور مجتہدین کے اقوال شہر قم کی فضیلت کے بارے میں پیش کر رہے ہیں

۱۔ حضرت قاضی نور اللہ شوستری شہید ثالث علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔
"بلدہ قم شہر عظیم و بلدہ کریم است"۔

۲۔ علامہ شیخ عباس قمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کوفے کو تمام شہروں پر فضیلت ہے لیکن قم اور اہل قم کو تمام دنیا پر فضیلت ہے اور اس کے باشندوں کو مشرق و مغرب اور جن و انس پر فضیلت ہے خدا نے یہاں کے باشندوں کو دین اور ایمان میں ہمیشہ توفیق دی ہے تمام بلائیں قم اور اہل قم سے دور رکھی گئی ہیں یہاں ملائکہ دفع بلا کے لئے حاضر رہتے ہیں کبھی کسی دشمن نے قم پر غلبہ حاصل نہیں کیا قم کو اللہ کی طرف سے علم و فضل کا مرکز بنایا گیا ہے۔

۳۔ علامہ باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں فضیلت شہر قم کو مختلف کتابوں سے نقل فرمایا ہے۔

۴۔ آقای محمد مہدی صفحی تحریر فرماتے ہیں کہ اس مقدس شہر میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی دختر عالی قدر حضرت فاطمہ (معروف بہ معصومہ قم) کا تا قیام قیامت ہونا بھی اس شہر کی فضیلت ہے کیونکہ مکان کی فضیلت مکین سے ہوتی ہے۔

۵۔ صاحب معجم البلدان لکھتے ہیں کہ بندہ طیبہ قم زمانہ اسلام کے بنیادی شہروں میں سے ایک ہے اور وہاں کے رہنے والے ہمیشہ شیعہ امامیہ تھے

۶۔ مورخ یگانہ مولانا نجم الحسن کراروی اپنی کتاب چودہ ستارے میں تحریر فرماتے ہیں قم یہ وہ جگہ ہے کہ جس نے یوم الست سب زمینوں سے پہلے ولایت امیر المومنین علیہ السلام کو قبول کیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کا ایک دروازہ اس کی طرف کھول دیا۔

۷۔ صاحب انوار الشیعیش تحریر کرتے ہیں کہ بلدہ طیبہ قم کے نام بہت زیادہ ہیں اور اس مقدس و طیب شہر کے ناموں کی زیادتی اس شہر کی عظمت و شرافت پر دلالت کرتی ہے۔

یہاں ہم اختصار کے پیش نظر صرف علماء کے اقوال پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

* * *

تاریخ قم پر ایک نظر

اس شہر کی بنیاد ۸۳ھ ہجری میں از زمانہ عبدالملک بن مروان پڑی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث بن قیس جو حجاج بن یوسف کی طرف سے حاکم سیستان تھا۔ حجاج اس کا مخالف ہوا اور اس پر لشکر کشی کرائی۔ عبدالرحمٰن حجاج سے شکست کھا کر سیستان سے بھاگ کر زمین قم پر پہنچے اس کے لشکر میں سترہ علماء تابعین عراقی بھی تھے جن کے نام یہ تھے

۱۔ عبداللہ ۲ عبدالرحمٰن ۳ اسحاق اور نعیم

یہ چاروں سعد بن مالک بن عامر اشعری کے بیٹے تھے یہ جگہ چند چھوٹے چھوٹے گاؤں پر مشتمل تھی جن میں سے ایک گاؤں کا نام کمندان تھا۔ یہ چاروں بھائی اس گاؤں میں قیام پذیر ہوئے رفتہ رفتہ ان کے عزیز عراق سے آکر ان کے پاس آباد ہو گئے اور اس قدر عمارتیں بن گئیں کہ یہ تمام گاؤں آپس میں مل گئے اور سب کا نام کمندان ہو گیا لیکن یہ نام فارسی تھا عربوں نے اس کو قم کہنا شروع کر دیا قم میں سب سے پہلا شخص جس نے مکتب تشیع اختیار کیا وہ موسیٰ بن عبداللہ بن سعد اشعری تھا ایک اور روایت میں ہے کہ جب کشتی نوح چکر لگاتی ہوئی اس سرزمین پر پہنچی تھی تو ٹھہر گئی تھی لہٰذا اس کے قیام کی وجہ سے اس جگہ کا نام قم قرار دیا گیا۔

(تاریخ قم صد ۱۳۔۱۲ ناصر الشریعہ چودہ ستارے صد ۴۶۹۔ علامہ نجم الحسن کراروی)

قم کے بہت سے نام ہیں۔

قم ، زہراء ، ارض جبل ، قطعہ من بیت المقدس ، مطہرہ مقدسہ ، مجمع انصار القائم ، حرم اہل بیت ، حجۃ علی البلاد ، بحر ، ماوی للفاطمین ، استراحت گاہ مومنین ، آشیانہ آل محمد ، معدن الشیعہ ، کوفہ صغیرہ ، ماوی شیعہ آل محمد ، معدن علم و فضل ، مختار البلاد ، مقصم الجبارین ، عذاب الجبارین ، بلد الائمہ ، بلد شیعہ الائمہ ، امان للخائفین ، مفزع للمومنین ، مفر للهاربین ، المدفوع عنہا البلاد ، المرفوع عنہا البلاء ، المفتوح الیہ باب الجنہ ، بلد الامین ، مرفوف الملائکہ ، خاک فرخ ، محروس الملائکہ ، مزین بالعرب

ایک روایت میں ہے کہ اس شہر کو ابو موسیٰ اشعری نے ۲۳ ہجری میں فتح کیا اور جب ہی سے اشعری قبیلہ یہاں آبسا اور اس شہر کی بنیاد پڑی۔

مجلہ الہادی قم ۱۳۹۸ ہجری کے صـ ۹۹ پر تحریر ہے کہ شہر قم کی بنیاد ۲۳ ہجری میں پڑی جس کا ذکر معروف شاعر فردوسی نے شاہنامہ فردوسی میں تحریر کیا ہے۔

قم میں امام زادگان کے مقابر

شہر قم میں ایک روایت کے مطابق ساڑھے تین سو سے زائد امام زادگان کی قبریں ہیں مگر ان کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔ لیکن جن قبور کی نشاندہی اب تک ہو چکی ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

جوار حضرت معصومہ قم میں دفن ہونیوالے امام زادگان

۱۔ جناب ام محمد دختر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

۲۔ جناب میمونہ دختر حضرت " " "

۳۔ جناب علی فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام خیابان آذر

۴۔ جناب حمزہ فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام خیابان آذر

۵۔ جناب احمد فرزند " " "

۶۔ جناب موسیٰ برقع فرزند امام تقی علی علیہ السلام خیابان آذر

۷۔ ابراہیم فرزند احمد بن موسیٰ کاظم علیہ السلام خیابان آذر

۸۔ اسمٰعیل چند سلسلوں کے بعد ابن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نزد مسجد رضائیہ

۹۔ خیابان آذر میں چہل اختران ایک ہی جگہ دفن ہیں جن میں سے صرف چند کے اسمائے گرامی کا علم ہو سکا ہے۔

۱۰۔ موسیٰ ابن موسیٰ جن کا سلسلہ چند سلسلوں کے بعد حضرت امام موسیٰ کاظم

علیہ السلام سے ملتا ہے۔

۱۱۔ محمد چند سلسلوں کے بعد سلسلہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے ملتا ہے

۱۲۔ زینب بنت موسیٰ برقع ابن امام محمد تقی علیہ السلام

۱۳۔ فاطمہ سلسلہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے ملتا ہے۔

۱۴۔ بریہہ جن کا سلسلہ حضرت موسیٰ برقع سے ملتا ہے۔

۱۵۔ احمد جن کا سلسلہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے ملتا ہے۔

۱۶۔ ام سلمٰی جن کا سلسلہ چند واسطوں کے بعد امام محمد تقی علیہ السلام سے ملتا ہے

۱۷۔ ام کلثوم " " "

۱۸۔ جناب زید جن کا سلسلہ چند واسطوں کے بعد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہے (خیابان آذر)

۱۹۔ جناب سلطان محمد شریف " " "

۲۰۔ جناب احمد جن کا سلسلہ چند واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق ع سے ملتا ہے دروازہ قلعہ

۲۱۔ جناب ابراہیم " " خیابان شاہ ابراہیم

۲۲۔ جناب محمد " " "

۲۳۔ ناصر الدین جن کا سلسلہ چند واسطوں کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام سے ملتا ہے۔ چہار راہ بازار

۲۴۔ جناب حارث یا احمد " حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہے۔ خیابان خاک فرج

۲۵۔ جناب جعفر " حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملتا ہے۔ خیابان شاہ ابراہیم

۲۶۔ جناب سید معصوم جن کا سلسلہ چند واسطوں کے بعد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہے۔ خیابان شاہ ابراہیم۔

۲۷۔ جناب عبداللہ 〃 〃 〃

۲۸۔ جناب سید علی 〃 حضرت عباس ابن علی ابن طالب سے ملتا ہے۔ خیابان باجک۔

۲۹۔ جناب ابو احمد 〃 حضرت محمد حنفیہ ابن علی ابن طالب سے ملتا ہے۔ خیابان باجک۔

۳۰۔ جناب ہادی و مہدی و ناصر الدین 〃 حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہے۔ جمکران قم

۳۱۔ چار امام زادگان 〃 〃 بیرون دروازہ رے

۳۲۔ جناب جعفر غریب 〃 〃 حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملتا ہے نزد مسجد جمکران سر راہ کاشان

۳۳۔ جناب جمال معروف 〃 〃 دروازہ اراک بیرون شہر

۳۴۔ جناب علی موسیٰ رضا 〃 〃 بیرون دروازہ رے

۳۵۔ جناب علی رضا 〃 〃 مسجد جمکران

۳۶۔ جناب شاہ طیب و طاہر 〃 ایک فرسخ در دروازے رے

ان امام زادگان کے علاوہ بھی بے شمار امام زادگان کی زیارات قم کے قرب و جوار میں واقع ہیں جن کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔

حرم معصومہ کے قرب و جوار میں شاہان وقت کی قبریں

حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا سے مودت و عقیدت کی وجہ سے بے شمار سلاطین نے یہ وصیت کی کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے جسد خاکی کو قم میں دفن کیا جائے۔ جوار معصومہ کے قریب دفن ہونے والے سلاطین کے نام یہ ہیں۔

۱۔ شاہ صفی اولاد شاہ عباس کبیر جس کی قبر حرم معصومہ کے قبلہ کی سمت واقع ہے۔

۲۔ شاہ عباس ثانی اس کی قبر شاہ صفی کی قبر کے جنوب میں واقع ہے۔

۳۔ شاہ سلیمان کی قبر شاہ عباس کی قبر کے نزدیک ہے۔

۴۔ شاہ سلطان صفوی۔

۵۔ فتح علی شاہ قاچار کی قبر صحن کہنہ میں واقع ہے۔

۶۔ محمد شاہ قاچار کی قبر بھی صحن کہنہ میں واقع ہے۔

صحن کہنہ میں، خاندان صفویہ و قاچار کے دیگر افراد کی بھی قبور ہیں۔

حرم معصومہ کے جوار میں علماء کرام کے مزارات

۱۔ آیت اللہ العظمیٰ آقای سید حسین بروجردی۔

۲۔ آیت اللہ العظمیٰ آقای سید شہاب حسین مرعشی نجفی۔

۳۔ استاد مرتضیٰ مطہری شہید۔

۴۔ آیت اللہ آقای خونساری۔

۵۔ آیت اللہ مدنی شہید محراب۔

۶۔ محدث آقای قطب الدین راوندی۔

۷۔ آقای شہید مصطفیٰ چمران۔

۸۔ ڈاکٹر ابو مفتح شہید۔

۹۔ حجۃ الاسلام محمد منتظری شہید۔

۱۰۔ آیت اللہ شیخ امام خمینی کے داماد۔

۱۱۔ آیت اللہ مہدی الحکیم۔

علاوہ بے شمار علماکرام کی قبریں شہر قم میں واقع ہیں چونکہ یہ ایک الگ موضوع ہے لہذا اختصاراً چند علماء کے نام تحریر کر رہے ہیں۔

شہر قم سے تعلق رکھنے والے اصحاب آئمۃ الطاہرین

شہر قم کی عظمت و فضیلت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آئمۃ الطاہرین کے بہت سے اصحاب کا تعلق شہر قم سے تھا جو ہمیشہ آئمہ کرام کے ہمدرد و اعوان انصار میں شامل رہے۔

۱۔ جناب ذکریا ابن آدم بن عبداللہ بن سعد الاشعری

ثامن الآئمہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے قابل اعتماد و وفادار اصحاب

میں سے تھے آپ عالم و فاضل اور عظیم الشان فقیہ تھے۔ اور حضرت امام رضا کے نزدیک ثقہ و صاحب منزلت تھے. جناب علی بن مسیب ہمدانی سے جو حضرت امام رضا علیہ السلام کے ثقات میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا کی خدمت میں عرض کی کہ میرا وطن دور ہے اور میں ہر وقت آپ کی خدمت میں نہیں رہ سکتا اور نہ ہدایت و رہنمائی حاصل کر سکتا ہوں مجھے احکام دین معلوم کرنے کے لئے دشواری ہوتی ہے حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ عالم دین ذکریا بن آدم قمی سے پوچھو کہ دین و دنیا میں مامون ہے ذکریا بن آدم کا ایک شرف یہ بھی ہے کہ ایک سال حضرت امام رضا علیہ السلام کی قیادت میں حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی اور مدینہ سے مکہ تک ایک ہی محمل میں سفر کیا۔ آپ کی قبر مقبرہ شیخان قم میں ہے۔

(تاریخ قم صہ نمبر ۱۹۵) و (احسن المقال)

۲۔ جناب ادریس بن عبداللہ بن سعد قمی المعروف ابوجریر قمی

آپ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور حضرت امام رضا علیہ السلام کے اصحاب میں تھے اور صاحب قدر و منزلت تھے. حضرت امام رضا کے نزدیک ان کی بڑی منزلت تھی آپ کی قبر بھی مقبرہ شیخان میں ہے (تاریخ قم صہ ۱۶۵)

۳ آدم بن اسحاق بن آدم بن عبداللہ سعد الاشعری

آپ ذکریا بن آدم بن عبداللہ بن سعد الاشعری کے بھتیجے تھے ثقہ اور جلیل القدر عالم تھے آپ کی قبر بھی مقبرہ شیخان میں ہے (تاریخ قم صہ ۱۶۵)

۴۔ ابراہیم بن محمد الاشعری

آپ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور حضرت امام رضا علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے آپ نے دونوں اماموں سے روایت بیان کی ہے اور اپنے بھائی محمد بن الاشعری کے ساتھ مل کر ان دونوں اماموں کی روایتوں کو ایک کتاب میں جمع کیا ہے (تاریخ قم صفحہ ۱۶۶)

۵ احمد بن محمد بن عیسیٰ الاشعری

آپ کی کنیت ابوجعفر تھی آپ کا شمار قم کے مشہور و معروف علماء و مشائخ میں ہوتا تھا آپ قم کے شیخ اور فقیہ تھے اور آپ کا شمار قم کے رؤساء میں بھی ہوتا تھا آپ کا سلسلہ کچھ اس طرح ہے۔

احمد بن محمد بن عیسیٰ بن عبداللہ بن سعد بن مالک بن الاحوص بن السائب بن مالک بن عامر الاشعری۔

آپ نے متعدد کتب تحریر کیں آپ کی معروف کتابوں میں۔

۱۔ کتاب توحید فضل النبی ۲۔ کتاب النوادر ۳۔ کتاب المتعہ
۴۔ کتاب ناسخ المنسوخ ۵۔ کتاب فی الحج ۶۔ کتاب فضائل العرب

آپ کا شمار حضرت امام علی رضا علیہ السلام، حضرت امام محمد تقی علیہ السلام حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں ہوتا ہے اس طرح آپ نے چار آئمہ الطاہرین کا زمانہ پایا۔

(تاریخ قم ص ۱۸۰ و احسن المقال)

۶۔ عمران بن عبداللہ بن سعد اشعری

آپ کا شمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے قریبی اصحاب، دوستوں اور محبوب لوگوں میں ہوتا تھا جب آپ قم سے مدینہ تشریف لائے تو حضرت امام صادق علیہ السلام ان کی دیکھ بھال کرتے تھے اور ان کے اہل خانہ اور اعزہ و اقرباء کے حالات و خیریت دریافت فرماتے تھے اور ان کا بڑا خیال رکھتے تھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے تھے یہ نجیب خانوادہ میں سے ہے۔ (تاریخ قم صـ ۲۱۵)

۷۔ عیسیٰ بن عبداللہ بن سعد اشعری

یہ بھی اپنے بھائی عمران کی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آپ کو بھی بہت عزیز رکھتے تھے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا تم ہمارے اہلبیت میں ہو

(تاریخ قم صـ ۲۱۴)

۸۔ سعد بن سعد بن الاحوص الاشعری

آپ کا شمار حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے اصحاب میں ہوتا ہے آپ نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے احادیث نقل کی ہیں۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے آپ کے حق میں دعا فرمائی ہے کہ خداوند عالم ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

شہر قم سے تعلق رکھنے والے علماء و مجتہدین و محدثین

۱۔ علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی

جناب علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی اپنے وقت کے معروف اور مقدس عالم تھے آپ کے تقویٰ و تقدس اور طہارت و زہد و علم و کردار کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپ کو اپنا شیخ، معتمد اور فقیہ کہا ہے اور آپ کے لئے توفیق الٰہی اور آپ صلب سے صالح اولاد پیدا ہونے کی دعا فرمائی آپ کا شمار حضرت امام حسن علیہ السلام کے مصاحبین میں ہوتا ہے اور آپ کے لئے زمانہ کے امام حضرت قائم آل محمد علیہ السلام عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے دعا فرمائی
لسان المیزان جلد اول صفحہ ۳۰۶، رجال نجاشی)

۲۔ رئیس المحدثین شیخ صدوق علیہ الرحمہ

رئیس المحدثین شیخ اجل علامہ ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ ابن بابویہ قمی المعروف بہ شیخ صدوق عالم اسلام کے جلیل القدر عالم، مکتب تشیع کے عالیقدر محدث و مفکر، آسمان علم و حکمت و عرفان کے مہر تاباں، بحر علم و معارف اسلامی کے ایک ایسے گوہر آب دار تھے جس کی آب و تاب کبھی ختم نہیں ہو سکتی جو ایک ہی وقت بہترین فیلسوف بھی تھے اور ایک عظیم القدر مرد

فقہ بھی ایک لائق صد افتخار مایۂ ناز مدرس بھی تھے ایک گراں قدر محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک صاحب قلم، عارف اور علوم اسلامی کو زندگی عطا کرنے والے تھے۔

۳۰۶ ہجری میں قم میں پیدا ہوئے اور ۳۸۱ ہجری میں بمقام شہر رے میں وفات پائی آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً تین سو ہے آپ کی معروف کتابوں میں خصائل، علل الشرائع اور من لایحضرہ الفقیہ جیسی نگارشات شامل ہیں۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ بھی ایک معجزہ ہے۔

آپ کی ولادت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور حضرت امام زمانہ علیہ السلام عج اللہ و تعالیٰ فرجہ الشریف کی دعاؤں کا نتیجہ اور ثمر ہے کتاب "اکمال الدین و اتمام النعمۃ" میں آپ نے اپنے طالب علمی کے زمانے کا بھی ایک واقعہ تحریر کیا ہے کہ جب محمد بن الاسود مجھے شیخ محمد بن حسن بن احمد بن ولید علیہ الرحمہ کے درس میں جاتے ہوئے دیکھتے اور میرا علمی ذوق و شوق اور حافظہ کو ملاتے تو فرماتے کہ تمہارے اندر جو علم سے اتنی رغبت ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں اس لئے کہ تمہاری ولادت حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی دعاؤں کا ثمر ہے۔

۳۔ حسین بن علی بن حسین بن موسیٰ ابن بابویہ قمی

آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ یہ خانوادہ قم کا ممتاز و معروف علمی خانوادہ تھا نجاشی نے اپنی کتاب الفہرست میں آپ کے حالات تحریر کئے ہیں اور کہا ہے کہ حسین بن علی ابوعبداللہ ثقہ ہیں انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے

روایت کی ہے۔

آپ نے متعدد کتابیں تحریر کی ہیں ان میں ایک کتاب "التوحید و نفی التشبیہ" اور ایک عملیہ ہے جو صاحب الرائے ابی القاسم ابن عباد نے تحریر کیا تھا اس کے راوی حسین بن عبداللہ ہیں شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان کا ذکر اپنی کتاب الغیبۃ صد نمبر ۱۰۲ پر کیا ہے۔

۴ ملا محمد طاہر قمی

ملا محمد طاہر بن محمد اسحاق قمی شیخ الاسلام قم کا شمار قم کے دانشمندوں اور قابل فخر بزرگوں میں ہوتا ہے علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کے استادوں میں تھے آپ نے شیخ طوسی کی کتاب تہذیب کی شرح کتاب حکمت العارفین در رد شبہات مخالفین، کتاب الاربعین در فضائل امیرالمومنین و امامت آئمہ طاہرین علیہم السلام، رسالہ در وجوب نماز جمعہ، رسالہ الفوائد الدینیہ در رد حکما اور صوفیا وغیرہ تحریر کی ہیں آپ عظیم محقق، ثقہ اور جلیل القدر عالم تھے۔

۵۔ جناب شیخ عباس قمی

آپ ۱۲۹۴ میں قم میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم قم میں حاصل کی اور اٹھارہ سال کی عمر میں نجف اشرف تشریف لے گئے۔ محدث جلیل حضرت آیت اللہ نوری سے علم حدیث و اخبار میں درک فیض کیا آیت اللہ نوری کے انتقال کے بعد آپ قم تشریف لے گئے۔ آپ انتہائی پرہیزگار و متقی و صالح بزرگ

تھے۔ آپ نے مفاتیح الجنان، منتھی الامال، ہدیۃ الاحباب، ہدیۃ الزائرین تحریر فرمائی۔ قم سے آپ مشہد تشریف لے گئے اور مشہد مقدس سے واپس نجف اشرف تشریف لے گئے اور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے ۱۳۵۹ھ میں اس دار فانی سے کوچ کیا اور اپنے استاد آیت اللہ نوری کے پہلو میں دفن ہوئے۔

ملا عبد الرزاق لاہیجی قمی

۱۰۵۱ھ ہجری میں قم میں پیدا ہوئے آپ کا لقب فیاض تھا اور آپ کا شمار بزرگ علماء میں ہوتا، آپ عظیم محقق فاضل استاد، متکلم اور حکیم و دانا تھے آپ کے شاگردوں میں مرحوم لاہیجی داماد مرحوم ملا صدرا شامل ہیں ملا محسن فیض کاشانی نے آپ کو فیض کا لقب عطا کیا۔

قم کے دیگر علماء میں قاضی سعید قمی، محمد بن محمد رضا معروف محمد مہدی مفسر قمی، سید صدر الدین قمی، حجۃ الاسلام سید محمد باقر رضوی قمی، میرزا ابو القاسم قمی میرزائی قمی صاحب قوانین، مرحوم حاج ملا محمد صادق قمی، مرحوم حاج سید جواد قمی، آیت اللہ مرحوم حاج سید صادق قمی استاد ملکی قمی، مرحوم شیخ ابو القاسم المعروف آیت اللہ کبیر قمی، شیخ محمد علی حائری قمی، مجاہد ربانی و آیت سبحانی حاج شیخ محمد تقی بافقی قمی، آیت اللہ العظمیٰ مرحوم آقا حسین طباطبائی قمی مرحوم آیت اللہ اشراقی قمی، حاج میرزا محمد کبیر قمی، حاج میرزا محمد فیض قمی، حاج سید اسمٰعیل قمی، آیت اللہ صافی قمی، حاج سید محمد حسین طباطبائی قمی صاحب المیزان، استاد بزرگ حاج شیخ مرتضیٰ مطہری، آیت اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین مرعشی نجفی کے علاوہ سینکڑوں علماء کا

تعلق مقدس شہر قم سے ہے جن کا ذکر خود ایک کتاب کا مواد ہے اور
چونکہ کتاب کا موضوع یہ نہیں ہے لہٰذا ہم نے یہاں صرف چند علماء کے
اسمائے گرامی پر اکتفا کیا ہے اور ان علمائے کرام کو شامل نہیں کیا ہے جو
پیدا تو کسی اور شہر میں ہوئے ہیں لیکن ان کی زندگی کا پورا حصہ قم میں گذرا
ہے اور اب ان کا شمار علمائے قم میں ہی ہوتا ہے۔

شہر قم کی معروف مساجد

۱۔ مسجد جمکران: یہ مسجد امام زمانہ کے نام سے مشہور ہے جہاں ہر شب بدھ مخصوص ہوتی ہے اور لاکھوں مسلمان اس مسجد میں عبادات بجالاتے ہیں۔ یہ مسجد حرم سے چند کلومیٹر پر واقع ہے۔ شیخ حسن بن مثلہ جمکران نے تعمیر کرائی۔

۲۔ مسجد اعظم، یہ مسجد حضرت اللہ بروجردی نے تعمیر کرائی تھی یہ مسجد ۱۳۷۴ھ میں تعمیر ہوئی۔

۳۔ مسجد طباطبائی، حرم معصومہ میں واقع ہے۔

۴۔ مسجد مہدی، حرم معصومہ میں واقع ہے۔

۵۔ مسجد یک دانہ گندم چہل اختران اور حضرت موسیٰ برقع کے مزارات کے قریب واقع ہے جس کے لیے مشہور ہے کہ یہ ایک دانہ گندم سے تعمیر ہوئی ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک دانہ گندم کا بویا گیا اس کے جو دانے نکلے انہیں پھر بویا گیا اس طرح یہ سلسلہ جاری رہا جب مسجد کی قیمت کے برابر پیداوار ہوگئی تو اس سے یہ مسجد تعمیر کی گئی۔ کسی شاعر نے اس مسجد کے لیے یہ تین شعر کہے ہیں۔

بیک دانہ گندم لطف اللہ ——— تمامست گنبد بہ اقبال شاہ

بسعی براہیم ابن اویس ——— رسیدہ باتمام ایں بارگاہ

خرد گفت تاریخ او را بگو ——— بہ ہفتاد و نو صد ش کن نگاہ

۶۔ مسجد امام حسن۔ اس مسجد کا شمار قدیم ترین مساجد میں ہوتا ہے اس کی بنیاد احمد بن اسحٰق قمی نے بہ امر حضرت امام حسن عسکری رکھی تھی۔

۷۔ مسجد حسینی۔ یہ مسجد محلہ پنجہ علی میں وسط شہر میں واقع ہے۔ اس مسجد

کے بالائے محراب پنجہ کی جگہ بنی ہوئی اور پنجہ کا نشان ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ حضرت علیؑ کا پنجہ ہے۔

۸۔ مسجد رضائیہ۔ کے علاوہ قم میں بے شمار مساجد ہیں۔

۹۔ مصلیٰ قدس۔ یہاں پر نماز جمعہ کا عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے۔

۱۰۔ مسجد محمدی

۱۱۔ مسجد سنگر۔ کا شمار بھی قدیم ترین مساجد میں ہوتا ہے۔

۱۲۔ مسجد امام رضا

شہر قم کے معروف مدارس

۱۔ مدرسہ فیضیہ۔ وہ تاریخی درسگاہ جہاں سے انقلاب اسلامی ایران کی ابتداء ہوئی۔

۲۔ مدرسہ حجتیہ۔ اس مدرسہ کی بنیاد ۱۳۶۵ھ میں آیت اللہ حجت نے اپنے زمانۂ مرجعیت میں رکھی تھی۔

۳۔ مدرسہ رسالت

۴۔ مدرسہ خانم البنین

۵۔ مدرسہ آیت اللہ الخوانی۔ اس مدرسہ کی بنیاد مرجع عالیقدر سید ابوالقاسم الخوانی نے رکھی۔

۶۔ مدینۃ العلم حوزہ علمیہ قم۔ اس کی بنیاد ۱۳۲۶ھ میں حجت الاسلام شیخ محمد یزدی نے شیخ ابوالقاسم کبیرہ، شیخ مہدی فیلسوف اور آیت اللہ عبدالکریم حائری کے تعاون سے رکھی۔ جس میں دنیا کے متعدد ممالک اور مختلف فرقوں سے

سے تعلق رکھنے والے طلاب دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

۷۔ مدرسہ خان۔ اس مدرسہ کی بنیاد ۱۱۲۳ھ میں مہدی قلی خان نے رکھی تھی بعد میں اس مدرسہ کی عمارت کی توسیع و جدید تعمیر حضرت آیت اللہ سید حسین بروجردی نے کرائی۔

۸۔ مدرسہ رضویہ

۹۔ مدرسہ دارالشفاء

۱۰۔ مدرسہ مومنیہ

۱۱۔ مدرسہ جانی خان

۱۲۔ مدرسہ موسیٰ ابن جعفر

۱۳۔ مدرسہ معصومیہ

شہر قم کے معروف کتب خانے

۱۔ کتب خانہ آستانہ حضرت معصومہ قم۔ میں کتابوں کی بہت بڑی تعداد ہے۔

۲۔ کتب خانہ مدرسہ فیضیہ۔ اس کتب خانہ میں مختلف موضوعات پر قدیم و جدید کتابیں موجود ہیں۔

۳۔ کتب خانہ مسجد اعظم۔ اس کتب خانہ میں آقائی بروجردی کی ذاتی لائبریری کے علاوہ بھی ہزاروں کتابیں ہیں۔

۴۔ کتب خانہ مسجد مجتبیہ۔ اس لائبریری میں مختلف مذاہب پر کتابیں موجود ہیں۔

۵۔ کتب خانہ آقائی مرعشی نجفی۔ اس لائبریری میں ۲۵ ہزار قلمی نسخے اور کئی لاکھ کتابیں ہیں۔

۶۔ کتب خانہ مدینۃ العلم

۷۔ کتب خانہ آقائی گلپائیگانی۔ آیت اللہ العظمیٰ آقائی گلپائیگانی مرحوم اس کتب خانہ کے بانی ہیں۔

۸۔ کتب خانہ سازمان تبلیغات اسلامی

۹۔ کتب خانہ دار التبلیغات

۱۰۔ کتب خانہ معصومیہ

۱۱۔ کتب خانہ رضویہ

۱۲۔ کتب خانہ مدرسہ خاتم النبیین

۱۳۔ کتب خانہ دار الشفاء

۱۴۔ کتب خانہ مومنیہ

۱۵۔ کتب خانہ مدرسہ جانی خان

۱۶۔ کتب خانہ مدرسہ موسیٰ ابن جعفر

ان بڑے کتب خانوں کے علاوہ کے علاوہ بھی قم میں بے شمار چھوٹے چھوٹے کتب خانے ہیں۔ علاوہ ازیں قم میں کتابوں کی بڑی بڑی دکانیں اور مارکیٹیں ہیں جن میں قرآن، تفسیر، احادیث، صرف ونحو، تاریخ، فقہ، منطق وفلسفہ طریقہ تدریس، اقتصادیات، سیاسیات، اخلاقیات، دینیات، جغرافیہ، معلومات عامہ اور دیگر اہم موضوعات پر کتابیں بڑے پیمانے پر فروخت ہوتی ہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا میں یہاں سے کتابیں برآمد کی جاتی ہیں۔ ان میں ایک معروف پرنٹر و پبلیشر و یکسیلر آقائی انصاریان کا نام بڑا نمایاں ہے جن کا قرآن

کے موضوع پر ایک عظیم الشان عجائب خانہ ہے۔

مأخذ و کتابیات

۱۔ حضرت فاطمہ زہراؑ۔ آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی۔ دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

۲۔ صحابیات۔ علامہ نیاز فتحپوری۔ نفیس اکیڈمی کراچی

۳۔ فاطمہ بنت اسد۔ مولانا شیخ مقبول احمد نوگانوی۔ احباب پبلشرز گولہ گنج لکھنوء

۴۔ چند خواتین کا کردار۔ علی دوانی۔ امامیہ پبلی کیشنز۔ گنپت روڈ لاہور۔

۵۔ حضرت ام سلمہ۔ مولانا شیخ مقبول حسین۔ احباب پبلشرز گولہ گنج لکھنوء

۶۔ فاطمہ زہرا اسلام کی مثالی خاتون۔ آیت اللہ ابراہیم امینی۔ انصاریان پبلشر خیابان صفائیہ قم ایران۔

۷۔ اسلام میں خواتین کے حقوق۔ شہید مرتضیٰ مطہری۔ سازمان تبلیغات اسلامی تہران۔

۸۔ مسلمان عورت اور عہدِ حاضر کے تقاضے۔ ڈاکٹر علی شریعتی۔ احمد بک سیلرز فیڈرل بی ایریا کراچی۔

۹۔ زندگانی حضرت معصومہ۔ سید مہدی صحفی۔ انتشارات کتابفروشی صحفی۔ قم۔ ایران۔

۱۰۔ سیدۂ کونین کا شانۂ مرتضوی میں۔ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر فیصل آباد

ماہنامہ وحدت اسلامی دسمبر ۱۹۹۰ء
۱۱۔ ملیکۃ العرب۔ مولانا کرار حسین واعظ۔ گولہ گنج لکھنو
۱۲۔ عورت اسلام کی نظر میں۔ علامہ طباطبائی۔ قم اسلامی جمہوریہ ایران
۱۳۔ صحیح بخاری۔ اسمٰعیل بخاری۔ جلد: ۵ ص۸۔ طبع ایران
۱۴۔ بحار الانوار ج ۴۳ صفحہ ۶۵ حدیث ۵۸۔ علامہ مجلسی دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔
۱۵۔ خلافت الہیہ حصہ دوم۔ مصنفہ علامہ سید محمد سبطین سرسوی۔ ص ۵۱ طبع ہندوستان
۱۶۔ فلسفۂ معجزہ۔ السید ابوالقاسم الخوئی۔ جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی۔
۱۷۔ کتاب الدعا وزیارات۔ حجۃ الاسلام شیخ یوسف نفسی جامعہ تعلیمات اسلامی
۱۸۔ مقامات مقدسہ۔ ڈاکٹر سید منظر حسین کاظمی، ادارہ سہیل ادب رضویہ سوسائٹی کراچی۔
۱۹۔ حیات حضرت معصومہ قم۔ ڈاکٹر سید حیدر مہدی۔ مصطفیٰ پبلیکیشنز، اسٹیشن روڈ حیدر آباد
۲۰۔ چودہ ستارے۔ مولانا نجم الحسن کراروی۔ شیعہ بک ایجنسی لاہور۔
۲۱۔ تذکرۃ المعصومین۔ علی نقی جونپوری۔ ولی العصر ٹرسٹ جھنگ
۲۲۔ امام علی رضا۔ علی محمد دخیل۔ ناشر مصباح الہدیٰ پبلیکیشنز لاہور
۲۳۔ آئمہ اثنا عشر۔ جناب مولانا علی حیدر۔ کھجوہ بہار۔ انڈیا۔
۲۴۔ الرضا۔ آغا مہدی لکھنوی۔ جمعیت خدام عزا فیڈرل بی ایریا کراچی۔
۲۵۔ تحفۃ الرضویہ۔ سوانح امام موسیٰ رضا۔ مولانا اولاد حیدر فوق بلگرامی۔

مقبول پریس دہلی۔
۲۶۔ رسولؐ و اہلبیت رسول جلد دوم۔ سید علی الجعفری۔ کراچی
۲۷۔ تذکرۃ الاطہار۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ ترجمہ مولانا سید صفدر حسین
نجفی۔ امامیہ پبلیکیشنز لاہور۔
۲۸۔ تذکرۃ الخواص۔ علامہ سبط ابن جوزی۔ مکتبہ تعمیر ادب لاہور۔
۲۹۔ مجالس المومنین۔ جلد اول۔ علامہ قاضی نور اللہ شوستری۔ واحد انتشارات
اسلامیہ تہران۔
۳۰۔ ناسخ التواریخ۔ مرزا محمد تقی سپہر۔ کتاب فروشی واحد انتشارات اسلامیہ
تہران
۳۱۔ اصول کافی۔ شیخ یعقوب کلینی۔ ترجمہ مولانا ظفر حسن امروہوی۔ جامعہ
امامیہ لاہور۔
۳۲۔ مستدرک الوسائل۔ محدث نوری۔ انتشارات تہران
۳۳۔ منتخب التواریخ۔ جلد (۲) محدث محمد ہاشم ابن محمد علی مشہدی۔ تہران
ایران۔
۳۴۔ اعلام الوریٰ۔ شیخ طبرسی۔ قم۔ ایران
۳۵۔ مناقب۔ ابن شہر آشوب۔ قم ایران
۳۶۔ احسن المقال۔ ترجمہ سید صفدر حسین نجفی۔ لاہور
۳۷۔ مظلومہ کربلا۔ سید محمد حسین جعفری۔ محفوظ بک ایجنسی کراچی
۳۸۔ فاطمہ فاطمہ ہے۔ ڈاکٹر علی شریعتی ترجمہ پروفیسر سردار نقوی۔
فیڈرل بی ایریا کراچی۔
۳۹۔ علمائے بزرگ شیعہ از کلینی تا خمینی۔ مولف م۔ حرفادقانی۔ انتشارات

معارف اسلامی قم

۴۰۔ نجوم السماء فی تراجم العلماء میرزا محمد علی الکشمیری۔ مکتبہ بصیرتی قم

۴۱۔ سوانح شیخ صدوق۔ آل محمد رزمی۔ مکتبہ زید شہید کراچی

۴۲۔ فرق اسلامی۔ رضیہ جعفری علیگ۔ امامیہ مشن لکھنو

۴۳۔ حج وعمرہ زیارت گائیڈ۔ علی رضا لاکھانی۔ پاکستان پلگرم سوسائٹی کراچی۔

۴۴۔ سوانح علامہ باقر مجلسی۔ آل محمد رزمی۔ مکتبہ زید شہید۔ کراچی

۴۵۔ سوانح فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا۔ اولاد حیدر فوق بلگرامی۔ مقبول پریس دہلی۔ ہندوستان۔

۴۶۔ کشکول شیخ بہائی علیہ الرحمہ۔ واحد انتشارات اسلامیہ تہران

۴۷۔ منتہی الآمال۔ شیخ عباس قمی۔ موسسہ انتشارات ہجرت۔ ایران

۴۸۔ مفاتیح الجنان۔ شیخ عباس قمی۔ ترجمہ علامہ اختر عباس قبلہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔

۴۹۔ صحیفہ کاملہ۔ علامہ مفتی جعفر حسین۔ امامیہ پبلیکیشنز پاکستان لاہور

حضرت فاطمہ معصومہ قم سلام کی بارگاہ میں فارسی اور اردو کے شعراء نے جو نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے اگر ان تمام کو مجتمع کیا جائے تو ایک علیحدہ کتاب بن سکتی ہے۔ یہاں میں صرف دو منقبت ایک نوحہ اور تین مرثیہ کے اقتباسات پیش کرنے کی سعادت وشرف حاصل کر رہا ہوں۔

پہلا مرثیہ حضرت خبیر لکھنوی کا ہے جس کے دوسرے بند میں ایک تاریخی غلط فہمی کا ازالہ موجود ہے کیونکہ حضرت خبیر لکھنوی نے یہ تحریر فرمایا ہے۔ مصرعہ

جب تین سال تک نہ ملی بھائی کی خبر

اس مصرع سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ آپ نے تین سال بھائی کی فرقت میں گذارے کیونکہ حضرت امام رضا ۲۰۰ سنہ ہجری میں مدینہ سے طوس کے لیے روانہ ہوئے تھے اور ۲۰۳ سنہ ہجری میں شہادت ہوئی اور چونکہ حضرت معصومہ قم نے تین سال ہجرت گذاری لہذا آپ کی وفات بھی ۲۰۳ سنہ ھ میں ہی واقع ہوئی ہے اور جن مورخین نے حضرت معصومہ کی وفات ۲۰۱ سنہ ھ لکھی ہے وہ غلط ہے۔

فردوس کی ہوا میرے باغ سخن میں ہے

جناب خبیر لکھنوی

کنبہ تمام ساتھ تھا لیکن اسیر تھا ۔۔۔ ہمشیر پہ تھا ظلم نہ کر سکتی تھی بکا
دیکھا تھا اس نے پیکر بے سر حسینؑ کا ۔۔۔ بے خواہر رضا کا یہ غم انگیز ماجرا

بھائی کے ساتھ بھائی کی عاشق نہ آسکی
قم تک جو پہنچی بھی تو نہ تربت پہ جا سکی

جب تین سال تک نہ ملی بھائی کی خبر گھر سے ہوئی روانہ قم وہ نیکو سیر
پہنچی وہاں تو دیکھتی کیا ہے وہ نوحہ گر کالا لباس پہنے ہوئے ہے ہر اک بشر
ایسی خبر سنی کہ جگر غم سے ہل گیا
دیدار کا جو شوق تھا مٹی میں مل گیا

اشراف شہر کو ہوئی معلوم یہ خبر وارد ہے قم میں خواہر سلطان بحر و بر
پرسے کے واسطے ہوئے سب جمع نوحہ گر جوش قلق سے چاک گریباں برہنہ سر
ہر سو یہ دلفگار تو صورت عیاں ہوئی
معصومہ ایک شیعہ کے گھر مہماں ہوئی

دن رات غم میں بھائی کے رہتی تھی دل حزیں ہر وقت اشک غم سے تھی آلودہ آستیں
چوکھٹ نوحہ کرتے تھے ہر آن مومنین ماتم سرا میں عورتیں رونے کو آتی تھیں
غل تھا مسافرت میں مصیبت اٹھائی ہے
ماتم کی صف غریب بہن نے بچھائی ہے

پھر یاد آیا واقعہ ایک کربلائی کا پرسا دیا کسی نے نہ زینبؑ کو بھائی کا
جو حال کربلا میں تھا زہرا کی جائی کا غم خواہر رضا کو شہ کی جدائی کا
کوہ ملال دل پہ اٹھانے سے اُٹھ گئیں!
آخر اسی قلق میں زمانے سے اُٹھ گئیں!

کل سولہ روز قم میں رہیں بادل حزیں جنت میں کی زیارت شاہ فلک نشیں
تکلیف درد ہجر سے جانبر ہوئی نہیں بھائی کی شکل آنکھوں میں تھی وقت واپسیں

باغ جہاں سے سونے جناں کوچ کر گئیں
بس منہ سے ہائے بھائی کہا اور مرگئیں

شیعوں کا اک ہجوم جنازے کے ساتھ تھا   غسل وکفن کے بعد یہ آپس میں طے ہوا
قادر غلام آپ کا ہے مرد پارسا   معصومہ کو لحد میں اتارے وہ باخدا
اس خدمت جلیل کے قابل کوئی نہیں
یاں کوئی اور اس سے سوا متقی نہیں

یہ باتیں ہو رہی تھیں یکایک اٹھا غبار   رُخ پہ نقاب ڈالے نظر آیا اک سوار
بڑھ کر زبان حال سے بولا وہ نامدار   ہاں ہاں پھوپھی کی لاش کو چھونا نہ زینہار
مجھ کو یہی امید تھی تم سب کی ذات سے
دفناؤنگا پھوپھی کو مگر اپنے ہات سے

وہ ناتواں امام جنازے پر آگیا   پڑھ کر نماز دفن کیا لاشہ آپ کا
پنہاں ہوا نگاہوں سے عالم کا پیشوا   آئی جناں سے فاطمہ زہرا کی یہ ندا
زینب کی طرح ہے تو مصیبت زدہ بہن
غربت نصیب بھائی ہے غربت زدہ بہن

بھائی سے جُدائی کی سحر آتی ہے لوگو

میر عشق اعلی اللہ مقامہ

مامون نے جب شاہ خراساں کو بلایا ذرّے نے فروغِ مہتاباں کو بلایا
گمراہ نے خضرِ رہ ایماں کو بلایا ناچیز نے شاہنشہ دوراں کو بلایا
آپس میں سخن تھا یہی درویش و غنی کا
ویران ہوا چاہتا ہے شہر نبی کا

کرتے ہیں یہاں راوی اخبار مصیبت مانوس تھیں حضرت سے بہت خواہر حضرت
تھی خواہر یوسف کی طرح آپ کی اُلفت چھائی شب حج سفر غم کی تو ظلمت
شام اجل اس رات کی ایک ایک گھڑی تھی
آئی نہ انہیں نیند کہ تشویش بڑی تھی

اللہ سے کرتی تھیں دعا کھولے ہوئے سر بھائی کو مبارک ہو سفر خالق اکبر
محفوظ رہیں خیبر سے پھر آئیں برادر تا روز جزا بھائی کا سایہ رہے سر پر
مالک پئے زہرا وید اللہ بچانا
تنہا کو میان سفر اللہ بچانا

شب بھر صفت مروہ نکو فال پھرا کیں ہر ایک طرف کھولے ہوئے بال پھرا کیں
تسبیح لیے مضطرب الحال پھرا کیں نزدیک شہنشاہ خوش اقبال پھرا کیں
زینب کی طرح غم کی چھری آہ چلی تھی
گویا وہ شب قتل حسین ابن علی تھی

سب عورتیں کہتی تھیں کہ غم آپ نہ کھائیں — وسواس کریں رات کو آنسو نہ بہائیں
بی بی جو خدا چاہے تو جاتے ہی پھر آئیں — ضائع نہ کبھی جائیں گی ہم سب کی دعائیں
حضرت کو ہے تشویش کہ گویا نہیں ملتے
جو لوگ جدا ہوتے ہیں پھر کیا نہیں ملتے

کہتی تھیں بڑے جبر سے جاتے ہیں غضب ہے — مایوس و پریشاں نظر آتے ہیں غضب ہے
رو کے مجھے سینے سے لگاتے ہیں غضب ہے — کہتے ہیں کچھ حال چھپاتے ہیں غضب ہے
یہ دل کو یقیں ہے کہ نہ اب آئیں گے بھائی
افسوس ہے اس شہر سے کل جائیں گے بھائی

اس گھر کی عجب شکل نظر آتی ہے لوگو! — فصلِ قلق و درد جگر آتی ہے لوگو!
رونے کی صدا آٹھ پہر آتی ہے لوگو — بھائی سے جدائی کی سحر آتی ہے لوگو
ہوں گے نہ یہاں بیکس و مغموم برادر
چھٹ جائیں گے ہمشیر سے مظلوم برادر

اس گھر سے نہ جاؤ کہ میں گھبراؤنگی بھائی — تم کو جو نہ دیکھونگی تو مر جاؤنگی بھائی
کیونکر دل ناشاد کو بہلاؤنگی بھائی — موت آئی تو کس سے تمہیں بلواؤنگی بھائی
آمادہ ہیں گر اہلِ ستم بے ادبی پر
تم بیٹھ رہو قبرِ رسولِ عربی پر

کیونکر تمہیں لے جائیں کہ ہے شہر پرایا — رستے میں کہیں دھوپ ہے پایا کہیں سایا
کم سن ہو کبھی رنج نہیں تم نے اٹھایا — ہے قہر جو گرمی سے پسینہ تمہیں آیا
ہم جائیں سوئے طوس کہ تدبیر یہی ہے
تم گھر میں رہو خواہشِ تقدیر یہی ہے

گویا ہوئے پھر مل کے بہن سے شہ صابر — لو جاتے ہیں ناچار خدا حافظ و ناصر
نلے لیکے بلائیں وہ پھری گرد مسافر — پڑھنے لگی گھبرا کے دعائے سفر آخر
حضرت جو چلے تو انہیں فی الفور غش آیا
افسوس صد افسوس کیا اور غش آیا

فکر ثنائے مشہد ذی احترام ہے

جناب امیدؔ لکھنوی

یوں تو سب اہلبیت پریشاں ہیں کمال　　حضرت کی ہے بہن کا مگر کچھ عجیب حال
سُن سُن کے حال کوچ ہوئی جاتی ہیں نڈھال　　گویا بدن سے روح کا ہوتا ہے انتقال
صدمہ یہ ہے کہ منہ سے نہیں بول سکتی ہیں
زینب کی طرح یاس سے بھائی کو تکتی ہیں

آکر قریب کہتے ہیں شاہنشہ زمن　　للہ کچھ کہو تو یہ کیا حال ہے بہن
چہرے کا رنگ فق ہے لرزتا ہے سب بدن　　طاری یہ ضعف ہے کہ نہیں طاقت سخن
شور و فغاں پسند نہیں کردگار کو
سمجھاؤ کچھ تو اپنے دلِ بے قرار کو

ہم نام فاطمہ ہو مناسب ہے تمکو صبر　　کیا اختیار تھا کہ اٹھانا پڑا یہ جبر
برساؤ مینہہ نہ اشکوں کا رُو رُو نہ مثل ابر　　جو آئے ہیں جہاں میں وہ جائیں گے سوئے قبر
کٹتی نہیں یہ راہ عزیزوں کے ساتھ سے
ڈگنا قدم کا اجر کا دینا ہے ہاتھ سے

لو الوداع جاتے ہیں آؤ گلے ملو　　جانے دو اب نہ اشک بہاؤ گلے ملو
ہوتی ہے دیر ہاتھ بڑھاؤ گلے ملو　　کونا ردا کا منہ سے ہٹاؤ گلے ملو
غربت میں روح چین نہ اک آن پائے گی
ہر ایک شے یہاں کی ہمیں یاد آئے گی

حضرت کو اس سفر میں ہوا تھا بہت جو طول
ہر وقت شہ کی یاد میں تھیں فاطمہ ملول
کہتی تھیں بار بار کہ ہے زندگی فضول
افسوس مجھ سے دور ہوا دلبر رسولؐ

بستر سے گر اٹھیں تو اٹھیں کانپ کانپ کے
رات کو آپ روتی تھیں منہ ڈھانپ ڈھانپ کے

آخر کو آپ سوئے خراساں ہوئیں رواں
ملنے کے اشتیاق میں آئی لبوں پہ جاں
گر کچھ کسی مقام پہ تھمتا تھا کارواں
کہتی تھیں وقت مفت میں ہوتا ہے رائیگاں

ہر اک کے ان کے حال پہ آنسو ٹپکتے تھے
جتنے تھے ساتھ آپ کے کہنے پہ چلتے تھے

پہنچیں جو آپ منزل ساوا کے متصل
خود ہو گئیں علیل پریشاں رہا جو دل
سچ ہے کہ صدمۂ تپ دوری ہے جاں گسل
صدموں سے ہو چکی تھی طبیعت بھی مضمحل

فرمایا وہ الم ہے کہ دل دردمند ہے
جانا کہیں کا قم کے سوا ناپسند ہے

کہنے پہ سب چلے پہ قیامت تھی آشکار
خاطر ہو جمع خاک کہ تھا دل کو انتشار
اٹھتا تھا اہتمام سواری کو خود غبار
دیتے تھے خیر خواہ یہ آواز بار بار

بہر سلام دیکھ لو خم آسمان ہے
ساری یہ سیدہ کی سواری کی شان ہے

پہنچیں میانِ شہر جو طے ہو چکی وہ راہ
پایا ہر اک کو شہر میں با حالت تباہ
دیکھا کہ ہے لباس زن و مرد کا سیاہ
سمجھیں کہ مر گیا ہے کوئی یاں کا بادشاہ

فرط ملال و غم سے نہ کیوں جان غیر ہو
کہتی تھی اے خدا میرے بھائی کی خیر ہو

ان کے ورود کی ہوئی مشہور جب خبر جو شہر کا رئیس تھا دوڑا برہنہ سر
تھی کون سی وہ چشم جو اشکوں سے تھی نہ تر کیا جانے تھا یہ کون سا اس رنج میں اثر

جو دل تھا غم میں شاہ کے وہ داغدار تھا
سب کا غم والم سے کلیجہ فگار تھا

جب سن لیا ہر ایک سے بھائی کا اپنے نام غش آگیا کہ لائی قضا موت کا پیام
بیہوش دیر تک رہیں وہ خواہر امام اک شور تھا کہ آپ بھی کیا ہو گئیں تمام

صدمہ سے ہاتھ پاؤں بھی بے کار ہو گئے
سب اپنی جان دینے کو تیار ہو گئے

سن کر یہ حال غیر ہوا فاطمہ کا حال بے جان کے لیے نہ گیا صدمہ وملال
سچ ہے کہ اس سفر کا کچھ اچھا نہ تھا مآل گذرے جو سترہ دن تو کیا خود بھی انتقال

بیتاب روز وشب تھیں یہ شہ کی جدائی سے
اب اس طرح سے مل گئیں خود اپنے بھائی سے

قم میں مزار پاک بنا ہے بہ اہتمام جاتے ہیں آج تک تو زیارت کو خاص و عام
وہ خاک اڑا رہے ہیں کہ جو خاص تھے غلام کہتی تھیں عورتیں یہی لیکر انہیں کا نام

موت آئی جس سے دل پہ اٹھائے وہ جبر بھی
دیکھی نہ ہائے آنکھ سے بھائی کی قبر بھی

(نوٹ) فردوس کی ہوا مرے باغ سخن میں ہے = جناب خبیر لکھنوی اعلیٰ اللہ مقامہ
(۲) بھائی سے جدائی کی سحر آتی ہے لوگو = جناب میر عشق اعلیٰ اللہ مقامہ
(۳) فکر ثنائے مشہد ذی احترام ہے = جناب امید لکھنوی اعلیٰ اللہ مقامہ
یہ تینوں مراثی علامہ سید ضمیر اختر نقوی دام مجدہ کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہیں۔

اے شہرِ قم تو مشہدِ ذی احترام ہے

آلِ محمد رزمی

فکرِ رسا سے میرا قلم ہمکلام ہے
معصومہ کی ثنا بھی شرف کا مقام ہے

کیا بنتِ مصطفیٰ کے کرم کا نظام ہے
میرا بھی ان کے نذر گزاروں میں نام ہے

ہر فرد رشکِ گلشن دارلسلام ہے
اے شہرِ قم تو مشہدِ ذی احترام ہے

کعبے کے طاق دور سے خم ہیں سلام کو
جھکتا ہے چرخ دیکھئے کیا احترام ہے

پیشِ ضریح جن و ملک کا ہے اژدہام
وصفِ ریاضِ روضۂ رضوان مقام ہے

قم کی زمین عرش سے کہتی ہے بار بار
مجھ پہ بنائے روضۂ بنتِ امام ہے

خلدِ بریں کا گویا نمونہ ہے یہ حرم
زیارت ہے اور نماز و درود و سلام ہے

چوکھٹ پہ جو جھکا وہ سرافراز ہوگیا
کہ اہلِ قم پہ آتشِ دوزخ حرام ہے

حوزہ ہے علم کا تو خمینی کا شہر ہے
ہر اک قدم پہ علم کا یاں اہتمام ہے

اللہ رے بارگاہ رہِ جاہ و کرّ و فر
عرشِ بریں سے بڑھکے بھی اسکا مقام ہے

وقتِ وداع کہا یہ رضائے غریب نے
ہاں اے بہن یہ آخری میرا سلام ہے

رزمی ادب کی جا ہے سنبھل کر قدم اٹھا
یہ خوابگاہ جانِ رسول و امام ہے

نوحہ بہ حال حضرت معصومہ قم

محترمہ [illegible] کاظمی جروَلی اہلیہ خطیب ایمان مولانا مظفر حسین طاہر جروَلی اعلیٰ اللہ مقامہ

بابا کا بھی صدمہ سہا معصومہ قم نے — بھائی کا بھی ماتم کیا معصومہ قم نے
جب سے مدینہ چھوڑا ہے رضائے غریب نے — اس دن سے رنج و غم سہا معصومہ قم نے
بھائی شہید ہوگئے ہیں شہر طوس میں — جب اہلِ قم سے یہ سنا معصومہ قم نے
محل میں سر ٹیک کے لگیں رونے زار زار — ہے کیا ستم ہوا کہا معصومہ قم نے
کھانا بھی ترک کردیا آئی نہ پھر ہنسی — رونا شعار کر لیا معصومہ قم نے
بس چند روز زندگی دشوار ہوگئی — بھائی کا غم اتنا کیا معصومۂ قم نے
بن بھائی کے میں ہوگئی اب جی کے کیا کروں — رو رو کے ہر اک سے کہا معصومۂ قم نے
بھیا تمہارے دیکھنے کو دل ہے بے قرار — رو رو کے مرتے دم کہا معصومۂ قم نے

پڑھ دینا تم اس نوحہ کو روضہ پہ بھی فرحت
گر تم کو پھر طلب کیا معصومۂ قم نے

مدح معصومہ قم

جناب عروج جونپوری

عقل کی بیٹی اور دیں کی بہن — عزو تمکیں کے در کی تو مامن
تو سراپا ہے عصمتی مشعل — گرد کوچہ ہیں تیرے علم و عمل
شاخ وحدت کی میوہ تازا — بیٹی سورج کی چاند کی بہنا
آدمیت کے تاج کا گوہر — خاتمیت کے در کا تو جوہر
دور شیطاں ہو نام سے قم کے — پایۂ تخت تیرا قم جو ہے
قم کہ فردوس، خانہ حوّا — جو خدا والوں کا مکاں ٹھہرا
تیرے روضے میں عقل شرمندہ — جس کا ذرّہ حیات کا چشمہ
جسم جو اس زمیں میں پنہا ہے — جسم عالم کی روح ہے جان ہے
مہر تاباں یہ اور ماہ منیر — جو خراسان و قم کی ہیں تقدیر
جن سے ایران نور کا دامن — جن چراغوں کی ضو سے ہے روشن
مجھ سے مت پوچھ کیا ہیں دونوں حرم — عرش و کرسی کا حق ہی جانے بھرم
سب کو حاجت تو تیرے در کی ہے — اور محتاج تر وحیدی ہے

ہوئے کہا کہ پروردگار مجھے شفا دے یا موت۔ اس کے علاوہ مجھے اس سے کچھ نہیں چاہیئے تو انہوں نے اپنے مقنع کا ایک گوشہ چند مرتبہ میری انگلیوں پر پھیرا اور کہا جا میں نے تجھے شفا دی۔

میں نے ان سے سوال کیا آپ کون ہیں انہوں نے فرمایا "مجھے نہیں پہچانتے حالانکہ تم بھی میرے خادموں میں سے ہو میں فاطمہ بنت موسیٰ بن جعفر ہوں۔"

(۲) بھٹکے ہوئے مسافر اپنی منزل پر

حرم کے خادم میں کلید بردار مرحوم جناب روحانی علی اللہ مقامہ جو ایک جید عالم بھی تھے اور مسجد امام حسن عسکریؑ کے پیشنماز بھی انہوں نے کہا کہ سردیوں کی ایک انتہائی سرد رات تھی کہ میں نے حضرت معصومہ قم کو خواب میں دیکھا۔

انہوں نے مجھے حکم دیا کہ اٹھو اور میرے حرم کے میناروں پر چراغ روشن کرو۔ میں خواب دیکھ کر جاگ گیا لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ دوسری مرتبہ پھر یہی خواب دیکھا لیکن متوجہ نہ ہوا۔ تیسری مرتبہ میں نے حضرت معصومہ قم کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہی ہیں کہ میں نے تم سے نہیں کہا کہ اٹھ کر میناروں کے چراغ روشن کردو۔ یہ خواب دیکھ کر میں اٹھا اور اب اس راز کو سمجھے بغیر نصف شب ہی کو چراغ روشن کر دیئے اور پھر آکر سوگیا اور جب صبح ہوئی تو میں نے حرم مقدس کے دروازے کھول دیئے اور سورج نکلنے کے بعد حرم سے نکل کر اپنے چند دوستوں کے ساتھ دیوار سے ٹیک لگا کر جاڑے کی

دھوپ سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ چند افراد حرم میں زیارت کے لیے داخل ہوئے تو آپس میں کچھ اس طرح گفتگو کر رہے تھے کہ تم نے حضرتِ معصومہ قم کا معجزہ دیکھا۔ اگر کل رات کی اس سرد ہوا اور برفباری میں آپ کے روضہ مقدس کے مینار پر چراغ روشن نہ ہوتے تو ہم بھٹک کر بیابان ہی میں سر کھپ جاتے یہ سُن کر میں اپنے تئیں متوجہ ہوا کہ یہ بھی شہزادی کا ایک معجزہ ہے اور وہ اپنے زائرین پر کس قدر شفیق و مہربان ہیں۔

(۳) زیارت حضرت معصومہ قم کیلئے حضرت امام زمانہ کی آمد

آقائی سید عبدالرحیم کا بیان ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ قم کے سب سے بڑے قبرستان میں جم غفیر ہے۔ وہاں ایک بلند مرتبہ بزرگ جو گھوڑے پر سوار تھے بازار کی طرف سے اسی سمت آتے ہوئے دکھائی دیے ان کے پیچھے بھی ایک صاحب تھے ناگہاں میں نے یہ سُنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ یہ حضرت حجۃ قائم آل محمد امام محمد مہدی علیہ السلام فرجہ الشریف میں امام عصرؑ حرم کے دروازے پر آئے سواری سے اتر کر حرم میں داخل ہوئے میں حضرت کے ہمراہ ہولیا میرے علاوہ اور کوئی وہاں حضرت کے ہمراہ نہیں گیا تھا۔ حضرت صاحب الامر علیہ السلام ضریح معصومہ قم سلام اللہ علیہا کے سرہانے تشریف لے گئے۔ زیارت پڑھی اور حرم سے نکل کر رخصت ہو گئے۔

(۴) جناب آقائی سید محمد محقق یزدی جو کہ مرحوم آیت اللہ حائری مؤسس حوزہ علمیہ قم کے داماد تھے اور "آیت اللہ داماد" کے نام سے مشہور تھے۔ میں ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوا تو گفتگو حضرت معصومہ قم کی کرامات کے متعلق

چھڑ گئی۔

آیت اللہ داماد نے فرمایا کہ جو کچھ میں دیکھ چکا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک روز مدرسہ فیضیہ میں سیڑھیوں کے سامنے جس طرف سے حرم مطہر میں داخل ہوتے ہیں۔ ایک شخص کو دیکھا کہ ایک پاؤں سے بے طاقت تھا چاہتا تھا کہ زیارت سے مشرف ہو لیکن سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتا تھا میں نے اپنے ایک ساتھی جس کا نام شیخ جواد تھا سے کہا کہ یہ بندہ خدا چاہتا ہے کہ زیارت کرے مگر سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتا آؤ ہم اس کی مدد کریں وہ آتے ہم نے اس کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اسے سہارا دے کر سیڑھیاں عبور کرا کر دیں اور صحن میں پہنچا دیا پھر اس کو اس کے حال پر چھوڑ کر ہم چلے گئے کل دوسرے دن دیکھا کہ لوگ نقارے بجا رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ معصومہ نے ایک آدمی کو شفا دی ہے ہم نے دیکھا تو وہ ہی بندہ خدا جس کو ہم نے سہارا دیا تھا صحیح و سالم کھڑا ہے اور آستانہ مقدس کے خدام اسے اصرار کر رہے تھے کہ آؤ تمہیں آستانہ مقدسہ کے متولی ہاشمی کے پاس لے چلیں مگر اس نے قبول نہیں کیا اور چلنے کے لیے تیار نہ ہوا سادہ سی گفتگو میں کہنے لگا کہ میں قزوین کے اطراف و جوانب کا ہوں اور شفا کی تلاش میں نکلا تھا سو وہ مل گئی متولی ہاشمی سے میرا کیا سروکار آخر وہ نہیں گیا۔

(زندگانی حضرت معصومہ قم ص نمبر ۴ ناصر الشریعہ)

(۵) آیت اللہ آقائی شیخ مرتضیٰ حائری نے نقل فرمایا ہے کہ ایک شخص جس کا نام جمال تھا اور "شربر" کے لقب سے معروف تھا اس کے پاؤں میں شدید درد تھا اور چلنے پھرنے سے معذور تھا۔ اس کی حالت تھی کہ جب تک کوئی اسے کہیں لے نہ جائے وہ جا نہیں سکتا تھا۔ حتیٰ کہ مجلس امام حسین علیہ السلام

میں جاتا تو دو آدمیوں کے سہارے سے جاتا۔

ایک دن مدرسہ فیضیہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی مجلس برپا تھی بشر بر کو بھی اس کے مددگار مجلس میں لے آئے سید علی سیف جو کہ حضرت آیت اللہ حائری کے خدمت گار تھے انہوں نے بشر بر کو دیکھ کر تلخ انداز میں طعنہ زنی کرتے ہوئے کہا کہ تم نے یہ کیا مصیبت کھڑی کر دی کہ تمہارے آنے سے تمام مجمع میں رخنہ اندازی پیدا ہو گئی۔ یہ کیا طریقہ ہے۔ اگر تم واقعی سید ہو تو جاؤ اور حضرت معصومہ قم سے جا کر شفا حاصل کرو۔ بشر بر نے انتہائی صبر و تحمل سے کام لیا۔

مجلس کے اختتام پر اپنے مددگار سے کہا کہ وہ اسے حرم حضرت معصومہ میں لے چلے تاکہ وہ دعا و زیارت سے مشرف ہو۔ عاشور کی شب تھی حضرت معصومہ کے روضۂ مبارک میں بالائے سر کی طرف آیا اور بڑے خضوع و خشوع اور گریہ زاری کے ساتھ دعا مانگی کہ اے معظمہ! اے مکرمہ! میں ناتواں ہوں آپ کی ضریح اقدس سے اپنے سر اور گردن کو بوجہ مرض مس نہیں کر سکتا اور نہ پہنچ سکتا ہوں۔ آپ کے لطف و کرم و عنایت کا طلبگار ہوں۔ میں یہیں ہوں مرض سے نجات دلائیے۔

اتنی دیر میں بشر بر کی آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ کوئی اس سے مخاطب ہے اور کہہ رہا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا جواب ملا ہو سکتے ہو۔ کھڑے ہو جاؤ۔ اور ایک مکان کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ سید حسینؒ کا مکان ہے اس نے ہماری مجلس برپا کی ہے اس کو جا کر یہ خط دے دو۔

بشر بر نے اچانک دیکھا کہ وہ بغیر مددگار کے کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ

ہے۔ اگر زیارت کا سفر قرض لے کر بھی کیا جائے تو اس کی ادائیگی کی ذمہ داری خود آئمہ الطاہرین کے ذمے ہوتی ہے۔ بشرطیکہ مانگنے کا سلیقہ آتا ہو اور دل کا آئینہ صاف ہو تو اس در سے کیا نہیں ملتا بڑا بدنصیب ہے وہ شخص جو اس بارگاہ سے خالی ہاتھ واپس چلا جائے۔

آدابِ زیارت

سوائے مظلوم کربلا سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے باقی تمام زیارتوں کے لیے خوشبو لگا کر جائے۔ سفر زیارت پر جانے سے پہلے غسل کر کے نئے یا دھلے ہوئے کپڑے زیب تن کر کے خوشبو لگائے، راستے میں بیہودہ، لغو اور دنیاوی باتوں سے پرہیز کرے۔ راستے میں تسبیح حضرت فاطمہ پڑھتا ہوا جائے۔

آپ کی قبر مطہر کی زیارت محل فیض اور برکت نزول رحمت الٰہ اور عنایت خداوندی ہے۔ علماء کرام نے آپ کی زیارت کو مستحب فرمایا ہے، آپ کا روضۂ مبارک مستضعفین و محرومین و عاجزین و مظلومین کے لیے پناہ گاہ اور پریشان حال اور دکھی انسانوں کے لیے تسلی کا باعث ہے اور تا قیامت اس بارگاہ سے رحمت حق کا نزول ہوتا رہے گا اور مرادیں پوری ہوتی رہیں گی۔ اکثر آپ کی قبر مطہر سے معجزات اور خارق عادات دیکھے گئے ہیں۔ آپ کی بارگاہ تمام مخلوق و مومنین اور خصوصاً اہل قم کے لیے پناہ گاہ ہے۔

حضرت معصومہ کی زیارت سے پہلے دو رکعت نماز اذن دخول اور دو رکعت نماز زیارت حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا بجا لائے پھر زیارت

سے قبل اذن دخول پڑھ کر اور داخلہ رواق کی دُعا پڑھ کر جب قبر مطہر کے نزدیک پہنچیں آپ کی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر یا سر مبارک کا اندازہ کر کے ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہکر آپ کی زیارت پڑھے۔ اکثر زائرین کے ہجوم میں بالائے سر کھڑا ہونا ممکن نہیں ہوتا تو دور سے بھی سر مبارک کا اندازہ کر کے یا صرف نیت کر کے بھی پڑھ سکتا ہے۔ زیارت اگلے صفحات میں تحریر ہے۔

آپ کے حرم مطہر میں عبادت و تلاوت قرآن اور تسبیح و تہلیل کا ثواب بہت زیادہ ہے، بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں یہ زیارت نصیب ہوتی ہے لہٰذا ہمیں حرم معصومہ میں اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں اعزا و اقرباء و احباب کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ان کی طرف سے بھی نماز زیارت و زیارت پڑھنی چاہیئے اور اپنے ان بزرگوں کی طرف سے بھی جو اس دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ میں نے خود محدث فقہ جعفریہ حضرت آیت اللہ شیخ شبیر نجفی مدظلہ العالی دامت برکاتہم سے سنا ہے جب کوئی مومن زیارت کے لیے جاتا ہے تو اس کے مرحومین فخر کرتے ہیں اور ان مرحومین کی ارواح ایک دوسرے کو مبارکباد دیتی ہیں۔

حضرت آیت اللہ شیخ شبیر نجفی سے یہ روایت بھی سنی ہے کہ سفر زیارت میں معصوم بچوں کو ہمراہ لانے سے زیارت قبول ہوتی ہے لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے بچوں کو زیارت پر لے کر جائیں تاکہ نہ صرف ہماری زیارت قبول ہو بلکہ ان بچوں کے معصوم دلوں میں ان ذوات مقدسہ کی عزت و عظمت میں اضافہ ہو اور ان میں ذوق عبادت و شوق زیارت پیدا ہو اور انہیں بچپن ہی سے آداب عبادت کا علم ہو سکے۔ حضرت آیت اللہ شیخ شبیر نجفی دام مجدہ

ان مقدس ہستیوں نے ایک دن شیخ خرّ عاملی میں بیان فرمایا کہ کوئی شخص
کے بلاوے کے بغیر نہیں آسکتا۔ یہ بارگاہ دنیا میں جنت کی ایک مثال ہے
جس طرح جنت میں یہ منظر دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی فرشتہ قیام میں ہے
کوئی قعود میں، کوئی رکوع میں، کوئی سجدہ میں، کوئی خدا کی حمد و ثنا کر رہا ہے
کوئی تسبیح و تہلیل، اسی طرح اس حرم میں کوئی تلاوت قرآن حکیم کر رہا ہے
کوئی رکوع میں ہے کوئی سجود میں، کوئی حمد و ثناء کر رہا ہے کوئی مناجات کوئی
دعا مانگ رہا ہے، کوئی تسبیح و تہلیل، لیکن جو چیز اس حرم کو جنت سے زیادہ
ممتاز کر رہی ہے وہ ذکر حسین ہے حرم میں کہیں مجلس برپا ہے کہیں ماتم،
کہیں ہائے حسینؑ کی آواز آرہی ہے کہیں اشکوں کا نذرانہ پیش کیا جا رہا ہے
اس حرم میں ذکر حسینؑ کا بڑا ثواب ہے کیونکہ جن کا یہ حرم ہے ان کی زندگی
کی سب سے بڑی خواہش و آرزو اپنے جد حسین مظلوم کا تذکرہ تھا۔ آپ
کتنے خوش نصیب ہیں جو ان ذواتِ مقدسہ کی خواہشوں کی تکمیل کر رہے ہیں
یہ کائنات کے محسن ہیں، یہ انسانیت کے محسن ہیں یہ ہمارے محسن ہیں یہ اس
احسان کے بدلے میں جو آپ ذکر حسین کی وساطت و حوالے سے فرما رہے
ہیں جو کچھ بھی آپ دے دیں کم ہے۔ دعا بوقتِ گریہ جو مانگنا ہے مانگ
لیجئے۔"

زیارت نامہ حضرت معصومہ قم کا شعوری مطالعہ

زائرین کرام زیارت کی قبولیت کا مسئلہ تو زائر کی محبت وعقیدت اور اس کی دلی کیفیات پر جس کا اندازہ لگانا ممکن نہیں نہ دنیا میں کوئی ایسی میزان ہے جس پر عشق ومحبت کو تولا جاسکے، یہ دل کا معاملہ ہے اور اس کا حال یا خدا جانتا ہے یا یہ ذوات مقدسہ بہرحال بظاہر ہر زائر کو زیارت کے آداب سے آگاہی ضروری ہے۔ خصوصاً زیارت نامہ کی معنویت وشعوری مطالعہ ضروری ہے زیارت کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

(۱) زیارت کے اوائل میں رسولوں اور پیغمبروں پر سلام ہے اور جن پیغمبروں کے اسمائے گرامی درج نہیں ہیں ان کی عظمت ومدارج کا تذکرہ ہے۔

(۲) چہاردہ معصومین علیہم السلام پر سلام بشمول حضرت قائم آل محمد علیہ السلام عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف جن کی غیبت کا اور ان کے اوصاف حمیدہ وصفات جلیلہ کا تذکرہ ہے۔

(۳) بنت رسول اللہ، بنت فاطمہ وخدیجہ، بنت امیرالمومنین بنت حسن و حسین، بنت ولی اللہ، ہمشیرہ ولی اللہ، ولی اللہ کی پھوپھی بنت موسیٰ ابن جعفر پر خدا کا سلام ہو اور بعد سلام ان کی منزلت رفعت وعظمت کا تذکرہ۔

(۴) زیارت کے آخر میں دعاؤں کا تذکرہ وسلسلہ ہے۔ یہ دعائیں دو حصوں میں تقسیم ہیں۔

وہ دعائیں جن کا تعلق دنیا سے ہے۔

(الف) ظہور قائم آل محمدؐ کی خوشنودی ورضامندی کی دعا۔

(ب) اہلبیت الطاہرین علیہم السلام کی وساطت سے تقرب خداوندی کی دُعا۔

(ج) اہلبیت الطاہرین علیہم السلام کے دشمنوں سے برأت بیزاری

(د) خالق کائنات کی اطاعت و فرمانبرداری کی آرزو۔

(ر) معرفت اہلبیت کے شعور و ادراک کی دُعا۔

(س) حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی تمام چیزوں پر یقین کامل کا مطالبہ و آرزو

(ص) پروردگار عالم کی رضا و خوشنودی اور آخرت میں اعمال کی قبولیت کی دُعا۔

(ض) آخرت و انجام بخیر ہونے کی دُعا۔

وہ دُعائیں جن کا تعلق آخرت سے ہے:۔

(الف) جنت میں اہلبیت الطاہرین علیہم السلام کی قربت و رفاقت کی دُعا۔

(ب) روز محشر پیغمبر اسلام اور اہلبیت الطاہرین علیہم السلام کے پیروکاروں کے ہمراہ محشور ہونے کی دعا۔

(ج) حوض کوثر پر وارد ہونے اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ہاتھوں جام کوثر نصیب ہونے کی دُعا۔

(د) جنت میں داخل ہونے کے لیے حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کی سفارش و شفاعت کی آرزو۔

اذن دخول

بِإِذْنِ اللّٰهِ وَإِذْنِ رَسُوْلِهٖ وَإِذْنِ خُلَفَآئِهٖ اَدْخُلُ هٰذَا
الْبَيْتَ فَكُوْنُوْا مَلَآئِكَةَ اللّٰهِ اَعْوَانِيْ وَكُوْنُوْا اَنْصَارِيْ
حَتّٰى اَدْخُلَ هٰذِهِ الرَّوْضَةَ الْمُبَارَكَةَ وَاَدْعُوَ اللّٰهَ
بِفُنُوْنِ الدَّعَوَاتِ وَاَعْتَرِفُ اللّٰهِ بِالْعُبُوْدِيَّةِ وَلِلنَّبِيِّ
وَالْاَئِمَّةِ بِالطَّاعَةِ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ
وَاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا
نَّصِيْرًا

داخلہ رواق

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ ط